خلافت راشدہ	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	حق چار یار
شمارہ نمبر ۴۴	وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ۝	جنوری ۲۰۲۶ء

مجلّہ پشاور

راہ ہدایت

- اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر اعتراض کا جواب
- فتنہ ارتداد، ایک نیا چیلنج
- تبصرہ بر مناظرہ تحذیر الناس
- علمائے امت کی شان میں غیر مقلدین کی گستاخیاں

مدیر اعلی

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

نائب مدیر

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی

ناشر

نوجوانان احناف طلباءِ دیوبند پشاور

03428970409

عقیدہ ختم نبوت زندہ باد　　یااللہ مدد　　عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد

اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے افکار و نظریات کا امین

مجلّہ راہ ھدایت پشاور

نوٹ: مجلّہ راہِ ہدایت کے تمام شمارے صرف PDF کی صورت میں دستیاب ہیں!

مولانا امان اللہ غزنوی فاضل معہد عثمان بن عفان خادم طلبہ مدرسۃ الحسنین گھارو

فتنہ ارتداد، ایک نیا چیلنج

سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مومن کی مثال قطا پرندے کی سی ہے، جو ہر وقت شکار سے چوکنا ہوتا ہے۔ مومن کو بھی فکری فتنوں سے اسی طرح بیدار رہنا چاہئے۔ اگر کہیں سے کچھ شاذ افکار ہماری سماعتوں کی نذر ہوں تو ہمیں چوکنا رہنا چاہئے، یہی پیغام ہے مجدد اول کے قول کا۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ کہیں سے کوئی باریک نکتہ سنا تو داد دینے بیٹھ گئے، قطع نظر اس بات سے کہ قائل کی بات کا نتیجہ اور مآل کیا ہے بس ایک جدت اور اور انوکھا پن دیکھا، اور متاثر ہوگئے۔ حالانکہ نقل صحیح ہر علمی نکتہ کی بنیاد ہے وگرنہ "تدبر قرآن" بھی مولانا اصلاحی کی نکتہ افرینیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اگر صرف جدت اور شذوذ ہی کمال ہوتا تو مولانا اصلاحی کی تفسیر کو پذیرائی ملتی جس میں منطق و استدلال کے سانچے میں بعض مسلمات کا انکار کیا گیا ہے۔ اگر ان نکات شاذہ کو سراہا جاتا تو مولوی عبد الحی (پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی) کی تفسیر کے نوادرات ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہے، یہ علم کی دنیا ہے، یہاں تو نقل صحیح ہی چلتا ہے، یہاں نوادرات بھی وہی سلامت رہتے ہیں جو نقل صحیح کے تابع ہوں۔ بصورت دیگر یا تو وہ شاذ افکار خود ہی لڑ کھڑا جاتے ہیں یا پھر ارباب دانش و بینش ان نظرت مردودہ کے تار و پود بکھیر کر رکھتے ہیں۔ علم کی دنیا ایسے ردود اور روداد وں سے بھری پڑی ہے۔

بہرحال! یہ اس وقت میرا موضوع نہیں، زندگی نے ساتھ دیا تو اس پر سلسلہ وار لکھا جائے گا۔ اب میں اپنے اصل مقصد کی طرف آپ کے دل و دماغ کو مبذول کرنا چاہوں گا۔ اس بات میں تو کوئی دو رائے نہیں ہے کہ اس وقت سوشل میڈیا علمی و فکری فتنوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، الحاد، مرزائیت، رافضیت، ناصبیت، غیر مقلدیت، فتنہ انکار حدیث اور نہ جانے کتنے ہی بدبودار نظریات کے حامل مبلغین ہیں جنہوں نے سوشل میڈیا کو ایک نظریاتی غلاظت خانہ بنادیا ہے۔

انہی میں سے ایک رافضی مبلغ و مناظر حسن اللہ یاری ہے جو اثناء عشریت کی تبلیغ میں جان کھپارہا ہے اور آئے روز۔۔۔ کبھی ایمان شیخین رضی اللہ عنہما پر، کبھی مسئلہ فدک تو کبھی حدیث قرطاس پر سستے مناظروں سے طبع آزمائی کرتا رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر شر سے کوئی نہ کوئی خیر نکل ہی آتا ہے، چناچہ اس رافضی مناظر نے اثناء

عشریہ کے عقائد سے کتمان اور تقیہ کی چادر کھینچ لی ہے اور علماء امت کو آگاہ کر دیا ہے کہ اثناء عشری / امامی مذہب کیا ہے؟ اس مذہب کا قرآن کریم کی حفاظت کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟ یہ مذہب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں کیسے کیسے فاسد خیالات رکھتا ہے؟ حیا اور پاک دامنی اس مذہب میں کس قدر عنقاء ہے۔۔۔ الغرض جن اسباب تکفیر کو مفتیان کرام اگر مگر کی قید کے ساتھ بیان کرتے تھے اس آوارہ فکر مناظر نے شیعہ مذہب کی ترجمانی کرتے ہوئے ان سب عقائد کا اقرار کیا ہے۔ تکفیر شیخین، تحریف قرآن پر تو موصوف کا واشگاف الفاظ میں اقرار موجود ہے بلکہ اول الذکر پر تو وہ مناظروں کے چیلنج دیتا رہتا ہے۔

اب تو یہ بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہو گئی کہ شیعہ مذہب کا اسلام سے دور کا تعلق بھی نہیں۔

یہ تو تصویر کا ایک رخ تھا، تصویر کا دوسرا اور فکر انگیز رخ یہ ہے کہ ہمارے نوجوان جن میں سے اکثر و بیشتر اسکول، کالج کے طلباء ہیں، عموماً تعلیم و تعلم سے تعلق رکھنے والا طبقہ منطق و استدلال کے انداز کو پسند کرتا ہے اور اس طرز بحث سے بہت متاثر ہوتا ہے، خاص طور پر جب دلیل ان کی عقل کو اپیل کرے، چاہے اس دلیل کے مفروضے جھوٹے اور بے بنیاد ہوں لیکن ان مفروضوں کو فرض کرنے کے بعد اس دلیل کو ماننے بغیر چارہ نہ ہو تو علم سے تعلق رکھنے والی طبیعتیں ایسے انداز کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اور یہی انداز ہے شیعہ مناظر حسن اللہ یاری کا کہ وہ ایک بے بنیاد روایت جو اہل سنت کے ہاں شدید ضعیف بلکہ من گھڑت ہو، جس سے عقائد کا اثبات تو در کنار ایک تاریخی حقیقت بھی بمشکل ثابت ہو، ایسی روایت کو بیان کر کے اپنی طرف سے اس کے طرق بھی شمار کروائے گا، یا قرآن کریم کی کسی آیت کا ایسا فاسد استدلال پیش کرے گا جس کا اصول تفسیر سے اور اس آیت کی شاذ تفاسیر سے بھی دور دور کا تعلق نہ ہو گا، یا مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کے موقف کی اپنی سے تشریح کرے گا الفاظ میں ہیر پھیر کئے بغیر۔۔۔ مثلا اہل سنت کے ہاں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے قصاص عثمان کے متعلق بعض صحابہ کرام مثلا سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدنا طلحہ و زبیر یا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے جو اختلافات ہوئے، ان میں حق پر سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تھے، اب اس کا نتیجہ اپنی طرف سے بیان کرے گا کہ حق کا منکر کون ہوتا ہے؟ یا تصوف کی بعض اصطلاحات مثلا وحدت الوجود، وحدت الشہود یا تصرف وغیرہ کی خانہ ساز تشریح کرے گا، یا کبار صوفیاء سے وجد کی حالت میں جو کلمات صادر ہوئے انہیں اہل سنت کا عقیدہ بتائے گا، یا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بعض عبارات سے بزور صغری کبری کفر و الحاد ثابت کرے گا۔ یہ اس کا وتیرہ ہے، اور ہمارے

ان نادان کم علم اور آوارہ فکر سنی نوجوانوں نے اس ہفتہ وار مناظر کے غلیظ عقائد ہاتھوں ہاتھ لے لئے، اس کے اسباب و محرکات کیاہیں؟ اس کی طرف مضمون کے شروع ہی میں اشارہ کر دیا ہے کہ عموماً آوارہ طبیعتیں شذوذ سے بہت متاثر ہوتی ہیں۔

اس وقت جو صورت حال بنی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اس "فتنہ ارتداد" کے شکار سنی نوجوان تین طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

بعض وہ ہیں جو ان شیعہ عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں اور اس پر مناظرے کر رہے ہیں، جو ان سے نہیں الجھتا اسے کہتے ہیں اپنے خلفاء کا ایمان ثابت کرو، پھر اپنا ایمان ثابت کرو۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو عقائد اہل سنت سے تو تعرض نہیں کرتا البتہ اپنے عقائد کو منطق و استدلال کے ذریعے دوسروں کے ذہنوں میں راسخ کرتا ہے۔

اور تیسرا طبقہ وہ ہے جو مال واسباب کا لالچ دے کر نادان سنیوں کو اول الذکر کی خدمت میں لے جاتا ہے آگے اس کا بخت جانے۔۔۔!!

میں فکر مند سنی والدین کے دلوں پر دستک دینا چاہتا ہوں کہ خدارا اپنی اولاد کے عقائد و نظریات کی فکر کریں، قوم کے اس قیمتی اثاثے کو ضائع ہونے مت دیں۔ اپنے نونہالوں کے دین کی حفاظت آپ کی شرعی ذمہ داری ہے، انہیں مستند علماء کا رخ دکھائیں، ان کے سوالات سنیں ان کی غلط فہمیاں دور کریں۔ ورنہ آپ کو خبر بھی نہ ہو گی اور آپ کی اولاد ایمان جیسی نعمت سے تہی دامن ہو چکی ہو گی۔

علماء کرام سے دردمندانہ اپیل ہے خدارا نکاح پڑھاتے وقت دولہا سے اس کے عقائد پوچھ لیں، سنی گھرانوں میں تشیع اور رفض کے مبلغین تیار ہو رہے ہیں اور ہم ان کا نکاح سنی گھرانے کی لڑکی سے کر دیتے ہیں بعد میں جب علم ہوتا ہے تو ایک گھر ٹوٹ جاتا ہے ایک خاندان بکھر جاتا ہے۔ خدارا خدارا خدارا امت کی فکر کریں اس موضوع کو منبر پر بیان کریں۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلیٰ مجلہ "الفتحیہ" احمد پور شرقیہ

مقدمہ: غیر مقلدین کی گستاخیاں

[بندہ کی ایک کتاب بہ عنوان: "مقدس ہستیوں کی شان میں غیر مقلدین کی گستاخیاں" زیر ترتیب ہے، جس کے صفحات قریباً پانچ سو متوقع ہیں۔ اس کتاب کا مقدمہ افادۂ عام کے لئے مجلہ راہِ ہدایت کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، والحمد للہ۔ تفصیل آپ اَصل کتاب میں پڑھ سکیں گے۔ جو عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے، ان شاء اللہ۔ (رب نواز عفا اللہ عنہ)]

پاک وہند وغیرہ علاقوں میں ایک فرقہ پایا جاتا ہے۔ اس فرقہ کے لوگ خود کو "اہلِ حدیث" کہتے ہیں، جب کہ دوسروں کے ہاں یہ لوگ "غیر مقلدین" کے نام سے پہچانے جاتے ہیں، جیساکہ اس کا اظہار مولانا محمد شاہ جہان پوری غیر مقلد نے کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"کچھ عرصے سے غیر معروف مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں، پچھلے زمانے میں شاذ ونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں بلکہ ان کا نام بھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے، اپنے آپ کو تو وہ اہلِ حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں لیکن مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے۔"

(الارشاد الی سبیل الرشاد صفحہ ۱۳)

پاک وہند میں جب یہ غیر مقلد فرقہ وجود میں آیا تو اس کے تلخ ثمرات میں ایک چیز یہ آئی کہ ان لوگوں نے مقدس ہستیوں: اللہ، انبیاء، صحابہ، محدثین، فقہاء اور اولیاء امت کی شان میں گستاخیاں کیں۔ اور یہ صرف ہمارا ہی دعویٰ نہیں، بلکہ اُن کے بھی کئی مصنفین نے اس کا اعتراف کیا ہے مثلاً

اللہ کی گستاخی کا اعتراف

اللہ تعالیٰ کے متعلق عقیدہ کا صحیح نہ ہونا اور کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا یعنی مشرک ہونا اللہ کی شان میں بے ادبی کا ارتکاب ہے۔ اتنا جان لینے کے بعد درج ذیل عبارتیں پڑھیں۔

پروفیسر محمد عبد اللہ بہاول پوری کہتے ہیں:

’’اہل حدیث عالموں کو آپ کبھی ٹوہ کر دیکھیں آپ حیران ہوں گے، اللہ کے بارے میں عقیدہ صحیح نہیں ہے۔‘‘

(خطبات بہاول پوری:۱/۷ ۳۲)

مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد نے غربائے اہلِ حدیث کے متعلق جلی عنوان سے لکھا:

’’امام غرباء اور اُن کے مریدوں نے شرک کا دروازہ کھول رکھا ہے۔‘‘

(ظل محمدی صفحہ ۲۰، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

رسول کی گستاخی کا اعتراف

شیخ حمید اللہ غیر مقلد کہتے ہیں:

’’فرقۂ امامیہ [(جماعت غرباء اہلِ حدیث (ناقل)] کے عقائد کتاب و سنت اور سلف صالحین کے خلاف ہیں...... اللہ ور سول کو گالی دے کر مسیر کرنا درست ہے۔‘‘

(صحیفہ اہل حدیث دہلی: ۷ ۱۳۵ھ ربیع الثانی صفحہ: ۵)

مولانا قاری شاہ محمد رحمانی غیر مقلد (کلیال سرگودھا) لکھتے ہیں:

’’مولانا حافظ عبد الستار صاحب دہلوی مرحوم امام ثانی جماعت غرباء اہلِ حدیث (کراچی)...... سلسلہ تبلیغ و تدریس کے ساتھ ان کی کئی مفید تالیفات بھی ان کی یادگار ہیں۔ جن میں ان کا ایک شائع کردہ قرآن بھی ہے جس پر ’’فوائد ستاریہ‘‘ کے عنوان سے حواشی ہیں جو عموماً سلفی طرزِ تعبیر کے حامل ہیں۔ تاہم بعض مقامات پر کئی اسرائیلی روایات درج ہو گئی ہیں جو بالکل بے اَصل ہیں اور جن سے انبیاء علیہم السلام کے استخفاف کا پہلو نکلتا ہے...... مثلاً انہوں نے حضرت داود علیہ السلام کے متعلق یہ اسرائیلی روایت نقل کر دی ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کی نگاہ بے اختیاری میں ایک عورت پر پڑ گئی اور وہ ان کو خوب صورت معلوم ہوئی۔ انہوں نے اس کے خاوند کو لڑائی میں بھیج دیا، وہ شہید ہو گیا۔ داود علیہ السلام نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوئی۔ (صفحہ ۵۳۷ف:۳) مزید ستم کہ مولانا یہ بھی لکھ گئے کہ اس

عورت کے پیٹ سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۳/ انومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۷)

صحابہ کرام کی گستاخی کا اعتراف

مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں:

"علامہ ابن الوزیر الیمانی رحمہ اللہ نے اپنی تمام تر عظمتوں کے باوجود اس مسئلہ میں سلف امت سے علیحدگی اختیار کر کے جو بعض صحابہ کی عدالت کو ہدف تنقید بنایا ہے اس کی بھی ہم نے نقاب کشائی کی ہے اور ان کی بے اعتدالیوں کو اجاگر کیا ہے۔"

(کلمۃ الناشر مقام صحابہ صفحہ ۸)

اثری صاحب مزید لکھتے ہیں:

"خلاصہ کلام کہ علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ اور ان کی اتباع میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا نیل الاوطار میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کے حوالے سے موقف قطعاً درست نہیں۔"

(مقام صحابہ صفحہ ۹۶)

علامہ شوکانی کی شخصیت غیر مقلدین کے ہاں مسلّم ہے، وہ انہیں "اہلِ حدیث کے مسلّم پیشوا" قرار دیتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے! تاریخ اہل حدیث صفحہ ۱۳۷، تالیف: مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

کتاب میں ایک مستقل و مفصل مضمون "غیر مقلدین کی طرف سے صحابہ کرام کی گستاخیوں کا اعتراف" ہے۔ مزید تفصیل اس میں دیکھ سکتے ہیں۔

مجتہدین کی گستاخی کا اعتراف

میاں نذیر حسین دہلوی نے اپنے غیر مقلدین کے متعلق لکھا:

"کچھ تو ائمہ مجتہدین کو گالی وغیرہ دیتے ہیں۔"

(فتاویٰ نذیریہ جلد ا صفحہ ۱۸۳)

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"بعض اہلِ حدیث ...... مجتہدوں کے حق میں ناشائستہ اور بد تہذیبی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔"

(لغات الحدیث: ۱/۱۱۶، خ)

ائمہ عظام کی گستاخی کا اعتراف

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں:

"اس زمانہ کی آفات میں سے ایک یہ آفت بھی ہے کہ تقلید کے رد و قدح میں حضرات ائمہ عظام تک طعن و تشنیع کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔"

(مآثر صدیقی صفحہ ۲۲ حصہ چہارم)

ائمہ اربعہ کی گستاخی کا اعتراف

مولانا داود غزنوی غیر مقلد کہتے ہیں:

"دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلِ حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلا وجہ نہیں ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔"

(مولانا محمد داود غزنوی صفحہ ۸۷)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی گستاخی کا اعتراف

مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے مدعیان اہلِ حدیث کے متعلق لکھا:

"بعض تو کھلے بند امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی بد گوئی کرتے ہیں۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۷)

مولانا نذیر احمد رحمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"شیخ عبد الحق کے مزاج میں تیزی تھی، وہ تقلید کی تردید اور غیر شرعی مراسم کے ابطال میں تشدد سے کام لیتے تھے۔ اسی کا اثر تھا کہ غالی حنفیوں کے جواب میں ان کی زبان و قلم سے

بعض واقعات ایسے کلمے بھی نکلے جن سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تنقیص کا پہلو پیدا ہو سکتا تھا۔
(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ نمبر ۹ ص ۲۸۷)"

(اہل حدیث اور سیاست صفحہ ۱۰۲، ناشر: دار الترجمۃ والتالیف جامعہ سلفیہ بنارس)

محدثین کرام کی گستاخی کا اعتراف

شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"یہ تو صرف مسئلہ یزید میں محدثین واہلِ علم پر زبیر علی زئی صاحب کی کچھ کرم فرمائیاں تھیں، اس کے علاوہ دیگر مسئلوں میں بھی اپنے خلاف کئی محدثین و اہلِ علم کی زبیر علی زئی صاحب نے اچھی خاصی خاطر تواضع کی ہے۔"

(ندیم ظہیر صاحب کے اعتراضات کا جائزہ، پہلی قسط کا جواب)

سنابلی صاحب نے شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد کی رائے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"یہ چھوٹا منہ بڑی بات اور امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ بے اَدبی ہے۔"

(یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۹، دار السنة للتحقيق والطباعة والنشر)

حافظ ثناء اللہ ضیاء غیر مقلد نے علی زئی کی تردید کرتے ہوئے لکھا:

"جب امام حاکم لازوال قوت یاداشت کے مالک تھے۔ ایک مضبوط حافظہ کے مالک کو وہم کا شکار قرار دے دیا جائے یہ تو سیدھا سادھا امام حاکم پر جارحانہ حملہ ہے۔"

(الصراط ج ۲ شمارہ: ۱ صفحہ ۴۳، بحوالہ علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات صفحہ ۱۴۳ طبع دوم)

شیخ عبد الرؤف سندھو غیر مقلد نے ایک غیر مقلد شیخ الحدیث کے متعلق لکھا کہ انہوں نے ایک مدرس کے ہاتھ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب "تہذیب التہذیب" دیکھ کر کہا:

"بیٹا! اس کو لائبریری میں جمع کرادو، کیوں کہ یہ کتابیں فتنہ ہیں۔"

(احناف کی چند کتب پر ایک نظر صفحہ ۴، دار الاشاعت اشرفیہ سندھو قصور)

اساطین اہل السنۃ کی گستاخی کا اعتراف

مولانا عبد المنان راسخ غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حکیم فیض عالم صدیقی صاحب اگرچہ اہلِ حدیث کا پلیٹ فارم استعمال کرتے رہے ہیں، مگر وہ کئی ایک مسائل میں اہلِ حدیث بلکہ حضرات محدثین کرام پر لعن طعن اور ایہام لگایا کرتے تھے ، وہ ائمہ و محدثین جو اساطین اہل السنہ ہیں، ان کے علمی کارناموں کو جہالت و خباثت تک کہہ دیتے تھے۔“

(شان حسن و حسین رضی اللہ عنہما صفحہ ۲۴، ایڈیشن گیارہوں راسخ اکیڈمی فیصل آباد)

اولیاء وصوفیاء کرام کی گستاخی کا اعتراف

علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے اہلِ حدیث کے ایک گروہ کے متعلق لکھا:

”اگلے ائمہ دین جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی وغیرہ یا دوسرے اولیاء اللہ یا صوفیہ کرام ہیں، ان کی توہین کرتے ہیں۔“

(تیسیر الباری جلد ۶ صفحہ ۴۹۹، نعمانی کتب خانہ)

علامہ صاحب نے بعض اہلِ حدیث کے متعلق لکھا:

”ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔“

(لغات الحدیث: جلد ۲ صفحہ ۹۱ کتاب ش)

توحید کی آڑ میں بے ادبی کا اعتراف

مولانا عبد المنان راسخ غیر مقلد کہتے ہیں:

”ابو بکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: موحد ہو کر باادب ہونا بہت بڑی سعادت وگرنہ اکثر موحد توحید پالینے کی خوشی میں اَدب کھو دیتے ہیں۔“

(کیا ہم اللہ کا ادب کرتے ہیں؟ صفحہ ۳۰، مکتبہ اسلامیہ)

غیر مقلد علماء عیب جوئی، بد گوئی کو روز کا معمول بنائے ہوئے ہیں

حافظ سیف الرحمن لکھتے ہیں:

”دوسروں کی عیب جوئی، بد گوئی اور ژاژ غائی روزہ مرہ کا شغل بن گیا ہے۔ بد قسمتی سے چند ایک کے سوا ہمارے علماء اور حاملینِ شریعت بھی اس میں بُری طرح مبتلا ہیں اس لیے اپنے مخالف کی بد گوئی اور ژاژ غائی کے سوا کچھ نہیں سوچ سکتے، اور نہ ہی ان کی عنانِ توجہ کسی اور طرف ہو سکتی ہے۔“

(الاعتصام لاہور ۴/ ستمبر ۱۹۷۰ صفحہ ۶)

تنبیہ: یاد رہے کہ ”الاعتصام“ غیر مقلدین کا ترجمان ہے۔ جیسا کہ خود لاعتصام میں لکھا ہے، ملاحظہ ہو:

”الاعتصام کی دعوت قرآن و حدیث، اور توحید و سنت کی دعوت ہے...... الاعتصام جماعت اہلِ حدیث کا ترجمان ہے۔“

(الاعتصام لاہور ۲۸/ اگست ۱۹۷۰ صفحہ ۶)

الاعتصام کے متعلق مذکورہ بالا عبارت ”الاعتصام ۴ ستمبر ۱۹۷۰ صفحہ ۳“ پر بھی ہے۔

بذاتِ خود گستاخ ہونے کا اعتراف

محمد تنزیل صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اے حضرات قارئین! یہی وہ اسباب ہیں جنہوں نے مجھے ذرا گستاخ بنا دیا، ورنہ میں ان محترم المقام بزرگوں کی شان میں ذرا بھی بے ادبی نہ کرتا۔“

(احناف کی تاریخی غلطیاں صفحہ ۱۵۷، الکتاب انٹرنیشنل جامعہ نگرنی دہلی، ۲۵، طباعت: ۲۰۰۵ء)

بے اَدبی کے ٹھیکے دار بن گئے

پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ نے اپنے مضمون ”سید ابو بکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، اور ان کا پیغام“ میں لکھا:

”موحد ہونے کے ساتھ ساتھ مؤدب نہ ہونا ان کے نزدیک ناقابلِ تلافی جرم تھا کہ جیسے ہم توحید کے پرستار نہ ہوئے، بے ادبی ٹھیکے دار بن گئے، یبوست اور خشکی کے مارے ہوئے، جیسے دنیا جہاں کی سختی ہمارے اندر نشیمن کر چکی ہو۔“

(ارمغان پروفیسر سید ابو بکر غزنوی صفحہ ۳۹۱، ۳۹۰)

بے اَدبی کے کلمات کہنے کا اعتراف

ڈاکٹر سید عبد اللہ نے اپنی تحریر ''سر گذشت مولانا داود غزنوی...... تصنیف سید ابو بکر غزنوی پر تبصرہ'' میں لکھا:

''بعض متشدد اہلِ حدیث نے ائمہ کبار کے بارے میں بے اَدبی کے کلمات کہے۔''

(ارمغان پروفیسر سید ابو بکر غزنوی صفحہ ۵۵۸)

ہمارے خطباء کی زبانیں تیشوں کا کام کرتی ہیں

شیخ عبد المنان راسخ غیر مقلد لکھتے ہیں:

''نہایت تکلیف دہ بات ہے کہ ہمارے بعض خطباء اور محققین کی زبانیں تیشوں کا کام کرتی ہیں، بدزبانی، فحش گوئی اور بے ہودگی کو اپنی خطابت کی بے باکی اور معراج سمجھتے ہیں جب کہ یہ سراسر تباہی کا راستہ ہے۔ لوگوں کی خوشامد کرنے کے لئے وہ اپنی آخرت برباد کر بیٹھتے ہیں۔''

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۲۷۹)

حد درجہ متعصب اور بدزبان

شیخ عبد المنان راسخ غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس وقت مخالف کا نام لے کر بلاوجہ طعن و تشنیع اور تنقید کی بیماری بہت زیادہ متعدی ہورہی ہے۔ کئی نوجوان کارکن تو حد درجہ متعصب اور بدزبان نظر آتے ہیں۔ خدارا اصلاح کی بات کرتے ہوئے بھی کسی شخصیت کو نشانہ بنا کر بات نہ کریں، کیوں کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس سے نفاق اور طرح طرح کے اختلافات جنم لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خطبائے کرام کو محتاط رویہ اور سنجیدہ لب ولہجہ نصیب فرمائے۔ آمین!۔''

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۳۱۱)

قارئین کرام! ان حوالہ جات سے آپ نے جان لیا ہو گا کہ غیر مقلدین کی کتابوں میں مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخیوں کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ مقدمہ کے تحت پیش کئے گئے یہ حوالہ جات بطور نمونہ ہیں، ورنہ ہماری یہ

پوری کتاب ”غیر مقلدین کی گستاخیاں“ ایسے حوالوں سے بھری ہوئی ہے۔

کتاب کی وجہ تالیف

بندہ نے ہفت روزہ اور ماہ نامہ رسالوں سمیت غیر مقلدین کی ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، اس میں کئی طرح کی قابلِ اصلاح باتیں پڑھنے کو ملی ہیں۔ جن میں ایک پہلو اُن کی گستاخیوں کا ہے۔ اُن کی بہت سی گستاخیاں ایسی تھیں جو صحابہ کرام کی شان میں کی گئیں۔ میں دَوران مطالعہ اُن عبارتوں کو نشان زَد کرتا گیا تاکہ اس حوالے سے مضمون لکھ سکوں۔ جب اُن عبارات کو یکجا مضمون کی شکل میں جمع کرنا چاہا، تو وہ اتنی زیادہ تھیں کہ انہیں ایک مضمون میں سمونا مناسب نہ لگا۔ اس لئے بندہ اُن کو الگ الگ مضمون میں جمع کر کے ملک کے ماہ نامہ رسالوں میں اشاعت کے لئے بھیجتا رہا۔ ارادہ تھا کہ بعد میں اُن مضامین کو ”تنقیصِ صحابہ اور آلِ غیر مقلدیت“ عنوان سے رسالہ کی شکل میں ڈھالا جائے گا۔

جب اُن مضامین کو یکجا کرنے کا ارادہ ہوا، تب خیال آیا کہ صحابہ کرام کے علاوہ دیگر جن مقدس ہستیوں کی غیر مقلدین نے گستاخیاں کی ہیں، انہیں بھی کتاب میں شامل کر دیا جائے۔ اس لئے کتاب کا نام ”مقدس ہستیوں کی شان میں غیر مقلدین کی گستاخیاں“ تجویز کرنا پڑا، تاکہ صحابہ کرام کی گستاخیوں کے ساتھ ساتھ دیگر مقدسات کی شان میں کئی گئی گستاخیاں بھی اس میں شامل کی جا سکیں۔ یوں یہ کتاب وجود میں آگئی، والحمدللہ۔

کتاب کا تعارف

اس کتاب میں درج ذیل مرکزی عنوانات ہیں یا یوں کہہ لیں کہ یہ کتاب درج ذیل مضامین کا مجموعہ ہے۔

(۱)...... اللہ تعالیٰ کے متعلق غیر مقلدین کا نقطۂ نظر۔

(۲)...... غیر مقلدین اور شرک۔

(۳)...... انبیاء کرام کے متعلق غیر مقلدین کا نقطۂ نظر۔

(۴)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطۂ نظر۔

(۵)...... غیر مقلدین کی طرف سے صحابہ کرام کی گستاخیوں کا اعتراف۔

(۶)...... تنقیصِ صحابہ کرام اور آلِ غیر مقلدیت۔

(۷)...... خلفائے راشدین کے متعلق غیر مقلدین کا نقطۂ نظر۔

(۸)...... اہلِ بیت کے متعلق غیر مقلدین کا نقطۂ نظر۔

(۹)...... سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق غیر مقلدین کا نقطۂ نظر۔

(۱۰)...... غیر مقلدین کی طرف سے صحابہ کرام کی گستاخیوں کا ایک اور سلسلہ...... ''لغات الحدیث''میں صحابہ کرام کی گستاخیاں۔

(۱۱)...... امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان کی طرف سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں۔

(۱۲)...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فاسق کہنے کی گستاخی۔

(۱۳)...... دفاع صحابہ کرام کی بجائے دفاعِ وحید الزمان!۔

(۱۴)...... صحابہ کرام کی شان میں شیخ امین اللہ پشاوری کی گستاخیاں۔

(۱۵)...... محدثین عظام کی شان میں گستاخیاں۔

(۱۶)...... کتبِ حدیث کی قدر و منزلت گھٹانے کی سازش۔

(۱۷)...... فقہائے امت اور مجتہدین کرام کی شان میں گستاخیاں۔

(۱۸)...... اولیاء اللہ کی شان میں گستاخیاں۔

(۱۹)...... علمائے امت کی شان میں گستاخیاں۔

(۲۰)...... مسئلہ تین طلاق کی وجہ سے علمائے امت پر طعن و تشنیع۔

(۲۱)...... غیر مقلدین کی طرف سے اپنے اکابر کی گستاخیاں۔

(۲۲)...... مقدس ہستیوں کے گستاخ کا حکم۔

کتاب کے متعلق چند مزید باتیں

☆...... غیر مقلد لوگ بہ ظاہر قرآن و حدیث کے مقدس عنوان سے لوگوں کے سامنے آتے ہیں، مگر اس عنوان کے پس پردہ کیا کچھ ویرانے ہیں!؟ اس کا اک نمونہ یہ کتاب ہے، جس سے اُن کا گستاخ ہونا ثابت ہے۔

☆...... قرآن و حدیث میں مقدس ہستیوں کی تعظیم اور احترام کی تعلیم ہے۔ غیر مقلد برادری اس تعلیم کے خلاف کوشاں ہے۔ یوں اُن کے دعوی عمل بالقرآن والحدیث پر بھی سوالیہ نشان ہے؟

☆...... اس کتاب میں زیادہ تر وہ گستاخیاں منقول ہیں جو غیر مقلدین نے صحابہ کرام کی شان میں کیں۔

اس کی وجہ پہلے بیان ہوچکی کہ شروع میں ہم نے ’’تنقیصِ صحابہ اور آلِ غیر مقلدیت ‘‘عنوان سے کتاب لکھنے کا ارادہ کیا،اور اسی کے مطابق حوالہ جات جمع کئے تھے، بعد میں عنوان کو وسعت دی اور اس وسعت کے مطابق جو سرسری تلاش سے حوالہ جات دستیاب ہوسکے انہیں شامل کرلیا۔

☆......جماعت اسلامی کے بزرگ ابو الاعلی مودودی کے متعلق اہلِ علم جانتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام کے گستاخ تھے۔جب کہ غیر مقلدین نے اُن سے کئی گنازیادہ صحابہ کرام کی گستاخیاں کیں۔صرف ایک مصنف:علامہ وحید الزمان غیر مقلد کی گستاخیاں مودودی صاحب کی گستاخیوں سے زیادہ ہیں۔بس فرق یہ ہے کہ مودودی صاحب نے گستاخیوں پر مشتمل اک مستقل کتاب ’’خلافت وملوکیت ‘‘لکھ دی،اس لئے گستاخ ہونے میں معروف ہوگئے، جب کہ علامہ حید الزمان وغیرہ مدعیانِ اہلِ حدیث نے اس حوالہ سے باقاعدہ الگ سے مستقل کتاب ترتیب نہیں دی۔ بلکہ متفرق کتابوں میں الگ الگ جگہ گستاخیوں کا سلسلہ جاری رکھا، اس لئے گستاخ ہونے کے حوالے سے انہیں اتنی شہرت نہ مل سکی جس کے وہ حق دار تھے۔لیکن اللہ کے فضل سے جو بندہ میری اس کتاب کو پڑھے گا،وہ یقینا جان لے گا کہ مودودی صاحب کی گستاخیاں غیر مقلدین کی گستاخیوں کے مقابلہ میں انتہائی کم ہیں۔اور یہ کہ وہ گستاخی میں مودودی صاحب سے کئی گنازیادہ شہرت کا حق رکھتے ہیں۔

تنبیہ: ابوالاعلی مودوی بھی غیر مقلد ہیں، جیساکہ خود کئی غیر مقلدین نے اس کا اعتراف کیا۔حوالہ جات بندہ نے اپنی کتاب ’’مسئلہ تین طلاق پر مدلل ومفصل بحث(جلد اول)‘‘میں نقل کر دیئے ہیں۔البتہ بندہ نے اپنی اس کتاب’’غیر مقلدین کی گستاخیاں‘‘میں اُن غیر مقلدین کی گستاخیاں جمع کیں، جنہیں انگریز حکومت نے ’’اہلِ حدیث‘‘نام الاٹ کر کے دیا۔

☆......پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی نے علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد کی کتاب پر تقریظ لکھی۔ اس میں تحریر کیا:

’’سب سے پہلے عراقی صاحب نے شیخ الکل مولاناسید محمد نذیر حسین دہلویؒ کے حالات لکھے ہیں کیوں کہ علمائے اہلِ حدیث کا سلسلہ برصغیر میں ان سے شروع ہوتاہے۔‘‘

(تقریظ چالیس علمائے اہلِ حدیث صفحہ ۲۸، نعمانی کتب خانہ لاہور)

اور میاں نذیر حسین دہلوی کی وفات ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔(تصدیر فتاوی نذیریہ جلد ا صفحہ الف)

مطلب یہ کہ اس تحریک کو ایک صدی ہو چکی اور دوسری جاری ہے۔ بندہ نے اس کتاب میں عموماً عبارتیں انہیں مدعیان اہلِ حدیث کی کتب سے نقل کیں جو آخری ڈیڑھ صدی کے ہیں۔

☆......کتاب میں زیادہ تر گستاخی پر مبنی حوالوں کو نقل کرنے پر ہی اکتفاء کیا، ان پر میرا تبصرہ اکثر مقام پر نہیں۔ہاں میں نے ہر عبارت پر عنوان قائم کر دیا ہے اور وہ عنوان بھی معنون کی عبارت سے ماخوذ ہے۔

☆......گستاخانہ عبارتوں کو نقل کرنے پر اکتفاء کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہماری کتاب کا عنوان ’’غیر مقلدین کی گستاخیاں‘‘ ہے، نہ کہ مقدس ہستیوں کا دفاع۔ مزید یہ کہ اگر ان عبارات کا جواب لکھا جاتا تو کتاب کا حجم بڑھ جاتا اور اس کے لئے مزید وقت بھی درکار تھا۔ یوں اس کتاب کی اشاعت تاخیر کا شکار ہوتی رہتی۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ان گستاخانہ عبارتوں کا جواب لکھا جانا چاہیے۔ ہم نے گستاخانہ عبارتیں یکجا نقل کر دی ہیں کوئی اللہ کا بندہ ان کا جواب لکھ دے گا، ان شاء اللہ۔

☆......بندہ نے اگرچہ غیر مقلدین کی گستاخیوں والی عبارات کثرت سے اس کتاب میں نقل کر دی ہیں، پھر بھی اس میں اضافہ کی گنجائش ہے۔ کوئی بھی صاحبِ مطالعہ اس کام کو آگے بڑھا سکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگلے ایڈیشن میں خود ہم ہی اس میں اضافہ کر دیں۔

☆......ہماری پوری کوشش رہی ہے کہ ہر عبارت باحوالہ نقل کی جائے۔ اور ماشاء اللہ تمام عبارتیں صفحہ نمبر کی قید کے ساتھ منقول ہیں۔ بعض مقامات پر سن اشاعت اور ناشر کی تعیین بھی کر دی گئی۔

☆......اس کتاب میں ہم نے غیر مقلدین کی عبارات جس مقصد کے لئے نقل کیں، وہی مد نظر رہے مثلاً اکثر عبارات سے اُن کا گستاخ ہونا ثابت کیا اور بعض عبارتیں گستاخ کے حکم کی بابت نقل کی ہیں۔ ان عبارات میں موجود دوسری باتوں سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں۔

☆...... بعض غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ اہلِ حدیث لوگ مقدسات کے گستاخ نہیں۔ حوالہ جات بندہ نے اپنی اسی کتاب کے آخر میں نقل کر دیئے ہیں۔ ہماری اس کتاب کے مطالعہ سے قارئین جان لیں گے کہ اُن کا مذکورہ دعوی خلافِ حقیقت ہے۔ اور یہ اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ خود اُن کے متعدد علماء نے اپنے مصنفین کی بابت گستاخ ہونے کا اعتراف کیا جیساکہ مقدمہ (اور کتاب) میں درج حوالہ جات اس پر شاہد ہیں۔

☆......بندہ نے مقدمہ میں جو حوالے نقل کئے ہیں، اُن میں سے اکثر آگے کتاب میں بھی منقول ہیں۔ انہیں

مقدمہ میں نقل اس غرض سے کیا کہ جو شخص پوری کتاب پڑھنے کا وقت یا ہمت نہیں رکھتا، وہ مقدمہ ہی سے کتاب کا انداز لگا سکے۔ اُمید ہے کہ قارئین اس تکرار کو گوارا کر لیں گے، ان شاء اللہ۔

☆......اس کتاب میں منقول کچھ عبارتیں نامناسب اور قابلِ حذف ہیں، بعض حوالے (کم ہی) ایسے ہیں جن میں کسی مقدس ہستی کی شان میں مبالغہ کیا گیا۔ مگر اکثر (قریباً ۹۸ فی صد) منقولہ عبارات گستاخی پر مبنی ہیں، اس لئے اکثر کے پیشِ نظر اس کتاب کا نام ''غیر مقلدین کی گستاخیاں'' رکھا ہے۔

☆......غیر مقلد لوگ عوام کے سامنے توحید کا لیبل لگا کر آیا کرتے ہیں، بعضے تو صراحۃً دعوی کر دیتے ہیں کہ اہلِ حدیث کا ہی عقیدہ توحید ٹھیک ہے، اور یہ کہ اُن میں شرک نہیں پایا جاتا۔ ان کے اس دعویٰ کی تردید میں بندہ نے دو مضامین: (۱)...... ''غیر مقلدین کا عقیدہ توحید۔'' (۲)...... ''غیر مقلدین اور شرک۔'' کسی دَور میں تحریر کئے تھے، انہیں اس کتاب میں اس لئے شامل کیا کہ عقیدہ توحید کی خلاف ورزی اور غیروں کو اللہ کا شریک ٹھہرانا یقینا بارگاہِ الٰہی کی بے ادبی ہے۔

☆......غیر مقلدین کی بابت اہلِ ذوق و مطالعہ اتنا تو جانتے ہوں گے کہ یہ لوگ فقہاء کرام کے گستاخ ہیں۔ مگر یہ لوگ محدثین کرام کی بھی گستاخی کر جایا کرتے ہیں، اس کا علم کم لوگوں کو ہو گا۔ بندہ نے اس کتاب میں غیر مقلدین کی ایسی عبارات بھی نقل کر دیں جن میں انہوں نے محدثین کرام کو آڑے ہاتھوں لیا اور جی بھر کے بُرا بھلا کہا۔

☆......غیر مقلدین نے جہاں مقدس ہستیوں کی گستاخیوں کا ارتکاب کیا، وہاں اپنے غیر مقلد علماء کی بھی گستاخی کیں۔ ایسی گستاخانہ عبارتیں بندہ نے اپنی اس کتاب کے آخر میں ''غیر مقلدین کی طرف سے اپنے اکابر کی گستاخیاں'' کے تحت نقل کر دی ہیں۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ انہوں نے اس سلسلہ میں اپنوں کو بھی معاف نہیں کیا۔

☆......کتاب کے آخر میں ''خاتمہ: مقدس ہستیوں کے گستاخ کا حکم'' ہے۔ اس میں مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کا حکم بیان کیا گیا ہے، گستاخ کے حکم کی بابت سب عبارات غیر مقلد مصنفین کی کتابوں سے منقول ہیں۔ ان عبارات سے گستاخ ٹولے کی مذہبی اور علمی حیثیت خود انہی کے حوالوں سے ہی سب کے سامنے آجائے گی، ان شاء اللہ۔

☆...... غیر مقلد کتب کے قریباً سب حوالے بندہ نے خود ہی اَصل کتابوں سے نقل کئے۔ جہاں کہیں اصل کتاب کی بجائے کسی اور کتاب سے کوئی بات نقل کی، عموماً وہاں اس کتاب کا حوالہ بھی درج کر دیا۔

☆...... مولانا محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"جماعت اہلِ حدیث کے اصحاب علم کی خصوصیت ہے کہ جو مر گیا، بس مر گیا۔ اس کا نام لینے اور تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں اتنی مصروفیات ہیں کہ اللہ، رسول کا نام لینا مشکل ہو رہا ہے، ان امتیوں کا نام کون لے۔"

(نقوشِ عظمت رفتہ صفحہ ۱۵۵، ناشر: محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، سن اشاعت: ۲۰۱۷ء)

بھٹی صاحب کی تصریح کے مطابق اہلِ حدیث کے اصحاب علم اتنا مصروف ہوتے ہیں کہ اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لینے کا وقت بھی ان کے پاس مشکل ہوتا ہے، چہ جائیکہ کہ امتیوں کا تذکرہ کریں۔ مگر اس کے باوجود مقدس ہستیوں کی گستاخی کرنے کے لئے وہ وقت نکال ہی لیتے ہیں۔ جس کا ثبوت بندہ کی کتاب میں منقول اُن کے حوالہ جات ہیں۔

☆...... مولانا محمد اسحاق بھٹی نے لکھا:

"یہ نک چڑھوں کا دَور ہے اور ہر شخص جو چار حرف پڑھ لیتا ہے، پھوں پھوں کرتا ہے۔"

(قافلہ حدیث صفحہ ۱۳۲، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور، اشاعت: جنوری ۲۰۰۳ء)

غیر مقلدین نے تو "پھوں پھوں" سے بڑھ کر مقدس ہستیوں کی گستاخی کو اپنا معمول بنائے رکھا۔ ثبوت کے لئے بندہ کی یہ کتاب "غیر مقلدین کی گستاخیاں" حاضر ہے۔

☆...... بندہ نے اس کتاب میں درجنوں غیر مقلد مصنفین کے حوالے نقل کئے۔ اُن میں علامہ وحید الزمان، شیخ عنایت اللہ اثری اور حکیم فیض عالم صدیقی کی عبارات بھی منقول ہیں۔ بعض غیر مقلدین کا طرزِ عمل ہے کہ جب وہ اپنے ان تینوں بزرگوں کی عبارتوں کا جواب نہیں دے پاتے تو ان کے اہلِ حدیث ہونے کا انکار کر دیتے ہیں۔ بندہ نے ان تینوں کا غیر مقلد اور انگریزی اہلِ حدیث ہونا خود غیر مقلدین کی گواہیوں سے اپنی کتاب "زبیر علی زئی کا تعاقب" میں ثابت کر دیا ہے۔ اور کچھ حوالے ہماری اسی کتاب "غیر مقلدین کی گستاخیاں" میں

بھی مذکور ہیں۔ اُمید ہے کہ ان حوالہ جات کو کافی سمجھا جائے گا، بالفرض اگر کسی غیر مقلد نے انکار کیا تو میں ان تینوں کی غیر مقلدیت اور انگریزی اہلِ حدیث ہونے پر مستقل کتاب لکھوں گا، ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کی اشاعت میں تعاون کرنے والوں بالخصوص ناشر کو جزائے خیر نصیب کرے، آمین۔

میرے مہربان و محب اخلاق احمد (تلہ گنگ) وقتاً فوقتاً کوئی کتاب خرید کر ہدیۃً مجھے بھیج دیا کرتے ہیں، اور میرے انتہائی پیارے دوست سعدی راجپوت (احمد پور شرقیہ) میرے لئے بہت زیادہ دعائیں کیا کرتے ہیں۔ اللہ انہیں بہترین بدلہ عطاء فرمائے، آمین۔ ع

رحم اللہ عبدا قال آمینا

احباب سے گزارش ہے کہ وہ میرے اور میرے اہلِ خانہ کے لئے صحت وعافیت اور دین کی سلامتی کی دعا کیا کریں۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ سب کا ایمانِ کامل پر خاتمہ کرے اور آخرت میں اپنی رضا نصیب فرمائے۔

بندہ کی درج ذیل کتابیں: ۱۔ غیر مقلدین کا قرآن سے کھلواڑ...... ۲۔ غیر مقلدین کا قیاسی دین۔ تکمیل کے مراحل میں ہیں، ان کی اشاعت کے لئے بھی احباب سے پُر خلوص دعا کی درخواست ہے۔

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ "الفتحیہ" احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور پاکستان

موبائل: 092-0307-4034570 صرف میسج کے لئے

مفتی عصمت اللہ صاحب عصمہ اللہ

امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر اعتراض کا جواب

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح 6 سال کی عمر میں ہوا جبکہ رخصتی 9 سال کی عمر میں عمل میں لائی گئی۔ اور رخصتی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک قریباً 54 سال تھی۔

[سب سے پہلے اعتراض کب اور کس نے اٹھایا]

سوچنے کی بات یہ ہے کہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر اعتراض نہ مشرکین مکہ نے اٹھایا، نہ یہودیوں نے، اور نہ منافقین نے بلکہ بیسویں صدی تک یہ اعتراض کسی بھی مخالف اسلام نے نہیں اٹھایا۔ سب سے پہلے 1940 میں ڈی ایس مار گولیبیھ نے حضرت عائشہ رض کے نکاح کا ذکر توہین آمیز انداز میں کیا، اور وہ بھی ایک جملہ معترضہ کے طور پر، جس کا اصل مقصد رسول اللہ ﷺ کی غزوہ بدر کے بعد غریبی کے حالات کو اجاگر کرنا تھا۔ نا کہ کم عمری میں نکاح پر اعتراض کرنا تھا۔ وہ لکھتا ہے:

ترجمہ: "رسول اللہ (ﷺ) کس قدر کفایت شعار تھے، اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ مدینہ آنے کے 7 ماہ بعد جب ان کی شادی حضرت عائشہؓ سے ہوئی تو ولیمہ نہیں کیا۔ چونکہ ان کے والد، ابو بکر صدیق نے دولہا کو دلہن کے لئے حقِ مہر دیا تھا، شاید یہ بے جوڑ اتحاد (اس طرح ہمیں اس 53 سال کے آدمی کی 9 سال کی لڑکی سے، جسے جھولے اور کھلونوں میں سے اٹھا کر، شادی کی تصویر کشی کرنی ہو گی) اس لئے جلدی جلدی کیا گیا تاکہ کچھ پیسے فوراً حاصل ہو جائیں" حوالہ:

.Margoliouth,D.S.,MohammedandtheRiseofIslam,(London:G)
P.Putnam'sSons,1905)234-235;thiswashighlightedbyDr.Jonathan
:Brownaswell.See,Brown,Jonathan,MisquotingMuhammad,(London
(OneWorldPublications,2014)144;Dr..Brownalsodiscusses(p.291-293
theaccountofthemarriagegiven
.(byLodovicoMaracci(d.1700)andSimonOckley(d.1720)

اس کے بعد رفتہ رفتہ مستشرقین نے اس کو اعتراض کی شکل میں اٹھایا اور ہوا دی۔ حالانکہ ڈی ایس مارگولیتھ نے بھی اس کو قابلِ اشکال نہیں سمجھا تھا، وہ لکھتا ہے: زمانے کے خیالات کے مطابق، نو سال کی عمر بظاہر

شادی کے لیے بہت چھوٹی نہیں تھی۔"

اعتراض کی تقریر

کم سنی میں نکاح اور رخصتی پر اعتراض صرف مستشرقین کو نہیں بلکہ بہت سے اہلِ علم کو بھی ہے کہ:

ایک کم سن لڑکی جو اب تک سنِ شعور کو نہیں پہنچی ہے، اس کے ساتھ نکاح کر کے زوجیت والے حقوق حاصل کرنا اخلاقی طور پر درست نہیں، خواہ نکاح کرنے والا نوجوان ہو یا کوئی بڑی عمر کا شخص ہو۔ نیز ایک بڑی عمر 50، 55 سالہ شخص کا ایک کم سن لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا اگرچہ وہ قابل جماع ہو، اخلاقی طور پر درست نہیں!!!

اس لئے بہت سے اہلِ علم نے بھی اس بات کا انکار کیا ہے کہ حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی 9 سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ یہ حضرات کمزور دلائل کا سہارا لے کر ثابت کرتے ہیں کہ رخصتی کے وقت حضرت عائشہ رض کی عمر 17 یا 19 سال تھی۔ جبکہ محققین علماء اس موقف کو رد کرتے ہیں، کیونکہ صحیح روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خود یہ منقول ہے کہ ان کی رخصتی 9 سال کی عمر میں ہوئی تھی۔

الغرض مذکورہ اعتراض اپنی جگہ عقلی اور اخلاقی اعتبار سے بالکل درست ہے، اور اس کے درست ہونے کی نشانی یہ بھی ہے کہ عموماً والدین اپنے نوجوان بیٹی کا نکاح بڑی عمر کے شخص اور بڈھے کے ساتھ نہیں کرواتے اور نہ عام طور پر کوئی لڑکی ایسے رشتے پر راضی ہوتی ہے۔

اعتراض کے اسباب ووجوہات

اعتراض کا جواب ذکر کرنے سے پہلے قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ کیا اسباب اور وجوہات ہیں جنکی وجہ سے کم سن لڑکی کے ساتھ بڑی عمر کے شخص کے نکاح کو برا خیال کیا جاتا ہے؟

میرے خیال میں تو معاشرہ میں کم عمر بچی کا بڑی عمر کے شخص کے ساتھ نکاح کو جو برا خیال کیا جاتا ہے تو اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نکاح کے مقاصد میں یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ کے میاں بیوی اپنی جنسی خواہشات کو جائز طریقہ سے پورا کریں، جبکہ جنسی خواہشات کی تکمیل تب ممکن ہوتی ہے جب میاں بیوی عمر کے لحاظ سے تقریباً برابر ہوں یعنی نوجوان ہوں، بیوی اگر حسین ہو تو شوہر بھی اس سے کم نہ ہو، اور مرد میں مردانہ قوت اس قدر ہو کہ بیوی کی نظر کسی اور کی طرف نہ اٹھے۔ کیونکہ اگر ان تین باتوں میں سے کسی ایک میں بھی تفاوتِ فاحش ہو، بالخصوص عمر کے لحاظ سے تو پھر ان دونوں میں سے ایک کے فطری جذبات کو ٹھیس پہنچنا لازمی ہوتا ہے۔

مستشرقین کا اعتراض

مستشرقین یہ سمجھتے ہیں کہ بوقتِ نکاح اور رخصتی چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور امی عائشہ کی عمر میں تفاوتِ فاحش ہے۔ اس لیے وہ یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ معاذ اللہ یہ نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنی فطری خواہشات و جذبات کو مدنظر رکھ کر ایک کم سن نابالغہ لڑکی کے ساتھ کیا ہے!.

الجواب باسم ملہم الصواب

امی عائشہ رض اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری اوصاف و حالات کا بغور مطالعہ کرنے بعد نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر والی شخصیت نظر آتے ہیں اور نہ ہی امی عائشہ رض کم سن اور نابالغ بچی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ اعتراض وارد ہو۔

اس اجمال کی تفصیل میں یہاں دو باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی بات

حضرت عائشہ رض کی رخصتی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کہنے کو تو 54 سال تھی مگر درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری اوصاف و حالات معلوم کرنے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ایک جوان سے کہیں گنا بڑھ کر جوان تھی۔ کیونکہ

1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال بے مثال تھا، صحابہ کرام نے اس کا جو نقشہ کھینچا ہے اس کی طرف معمولی سا اشارہ کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”ایک رات چاند پورے جوبن پر تھا اور اِدھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ دھاری دار چادر میں ملبوس تھے۔ اُس رات کبھی میں رسول اللہ کے حسنِ طلعت پر نظر ڈالتا تھا اور کبھی چمکتے ہوئے چاند پر، پس میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔

(ترمذی2811)

حضرت براء بن عازب رض فرماتے ہیں:

> ”میں نے کوئی زلفوں والا شخص سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔"

(صحیح مسلم 2333)

حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مجموعی جسمانی حسن کے لحاظ سے) یوں معلوم ہوتے تھے گویا چاندی سے ڈھالے گئے ہیں"

(بیہقی دلائل النبوۃ)

حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسین تر تھا، میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس چہرہ کو اُس کے جلال و جمال کی وجہ سے جی بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ اگر کوئی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و محاسن بیان کرنے کے لئے کہتا تو میں کیونکر ایسا کر سکتا تھا کیونکہ (حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ جہاں آرا کی چمک دمک کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنکھ بھر کر دیکھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔"

(صحیح مسلم)

الغرض جن صحابہ کرام نے آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو بیان فرمایا ہے تو یوں لگتا ہے کہ صحابی کے پاس وہ الفاظ نہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو بیان کر دیں، اس لیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب صورتی کو عجیب و غریب الفاظ اور تشبیہات کے ساتھ بیان کرتے ہیں تو آخر میں کہتے ہیں:

"اس جیسا حسین نہ تو میں نے کبھی پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں۔"

(ترمذی)

خود امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس حقیقت کو اشعار میں یوں بیان فرمایا ہے:

جس کا ترجمہ یہ ہے: حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن دیکھ کر عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں، اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وجمال دیکھ لیتیں تو اپنے دل کاٹ لیتیں۔

2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی قوت کے ساتھ ساتھ ناقابلِ تسخیر جسمانی قوت بھی عطا کی گئی تھی، چنانچہ "رکانہ" نامی پہلوان نے اسلام لانے سے قبل ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری کے بدلہ کشتی لڑنے کا چیلنج دیا جسے رسول اللہ ﷺ نے قبول کر لیا اور کشتی شروع ہوتے ہی آپ ﷺ نے "رکانہ" پہلوان کو چت کر دیا، اسے یقین نہیں آیا کہ حضور ﷺ نے کیسے اسے چت کر دیا تو اس نے دوبارہ اور پھر سہ بارہ چیلنج دیا اور آپ ﷺ نے تینوں مرتبہ اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اسے تینوں مرتبہ چت کر دیا اور آخر میں تینوں بکریاں بھی اسے واپس کر دیں۔ "رکانہ" پہلوان رسول اللہ ﷺ کی معجزانہ نبوی طاقت کو پہچان گیا اور کہا کہ آج تک کوئی بھی مجھے زمین پر گرا نہیں پایا، چونکہ آپ نے مجھے تین مرتبہ زمین پر گرایا ہے، اس کا مطلب آپ کوئی عام آدمی نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے نبی ہیں، چنانچہ "رکانہ" پہلوان کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی بننے کا اعزاز پالیا۔

(بحوالہ سنن ابی داود، بذل المجہود)

3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف 50 سال سے زیادہ تھی، ریاضت کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی دن بھوک سے گزر جاتے اور صوم وصال فرماتے لیکن اس کے باوجود مردانگی قوت کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی رات میں اپنی نو بیویوں کے ساتھ مباشرت فرماتے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں قتادہ کے واسطہ سے حضرت انس رض سے منقول ہے کہ ایک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس گئے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔

درج بالا حدیث کے راوی قتادہ نے حضرت انس رض سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنی طاقت تھی؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ (ہاں، کیونکہ) آپ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔

(صحیح بخاری)

الغرض اس ساری تفصیل کو مدنظر رکھ کر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عام شخص کی

طرح 54 سالہ شخصیت تھی بلکہ آپ علیہ السلام کی شخصیت عام لوگوں سے بالکل جداگانہ تھی، گوکہ آپ جوان تھے اور آپ کی طرح کوئی جوان ہوا ہی نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔

[دوسری بات]

رخصتی کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر اگرچہ کہنے کو 9 سال تھی مگر آپ ایک تجربہ کار اور پختہ کار عورت تھیں۔ زوجیت کے قابل تھیں اور زوجیت والے حقوق سے باخبر تھیں۔ اس لئے کہ

1: شریعت اور طب دونوں اعتبار سے لڑکی کے بالغ ہونے کی ابتدائی عمر نو سال ہے، جبکہ طب یعنی میڈیکل سائنس کی روسے اس سے پہلے بھی بلوغت ممکن ہے، اور ایسا ہوا بھی ہے۔ چنانچہ بی بی سی کا شائع کردہ ایک میڈیکل رپورٹ اسکی تائید کرتا ہے:

> یہ 1980 کے اواخر کی بات ہے جب ڈیوک یونیورسٹی میڈیکل سینٹر، رتھ کیرولینا، امریکا کی "مارسیا ہرمین گڈنس" نے "امریکن اکیڈمی آف پیڈیاٹرکس" کے ساتھ ایک مطالعے کی بنیاد رکھی۔ 17000 لڑکیوں کو شاملِ مطالعہ کیا گیا۔ حیران کُن نتائج سامنے آئے۔ ایسے کہ کسی کو توقع نہ تھی۔ نتائج کے مطابق سفید فام لڑکیوں میں بلوغت کی اوسط عمر 9.9 برس سامنے آئی جب کہ سیاہ فام لڑکیوں میں یہ عمر 8.8 برس تھی۔ یہ 1980 کے اواخر کی بات ہے جب کہ آج کے مطالعات یہ بتا رہے ہیں کہ آج امریکا میں 16 فیصد سے زائد لڑکیاں 7 برس کی عمر سے قبل ہی بالغ ہو جاتی ہیں۔ 8 برس کی عمر میں سنِ بلوغت کو پہنچنے والی لڑکیوں کا اوسط آج 30 فیصد سے بھی زائد ہے۔

لہذا جب نو سال اور اس سے پہلے بلوغت ممکن ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بوقتِ رخصتی بلوغت کے ٹھوس دلائل موجود ہیں:

پہلی دلیل: جب 6 سال کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کروادیا گیا تو رخصتی کو تین سال تک مؤخر کیا گیا، ان تین سال کے دورانیہ میں انکی بلوغت کا انتظار کیا گیا اور انکی جسمانی نشونما پر خصوصی توجہ بھی دی گئی تاکہ آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے لیے مکمل طور پر تیار ہوں۔ چنانچہ خود حضرت عائشہ رض سے منقول ہے: میری ماں میرے موٹا ہونے کا علاج کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر سکیں، لیکن کوئی تدبیر بن نہیں پڑی، یہاں تک کہ میں نے ککڑی کھجور کے ساتھ ملا کر کھائی، تو میں اچھی طرح موٹی ہو گئی۔

(سنن ابن ماجہ)

دوسری دلیل: والدین اپنی اولاد پر سب سے زیادہ شفیق ہوتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب نو سال کی ہو گئیں تو رخصتی کا مطالبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا بلکہ خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ عائشہ آپکی زوجیت میں آنے کو تیار ہے تو پھر انتظار کس بات؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہر کی رقم میسر نہیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی ھبہ کر دی، اور رخصتی عمل میں لائی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ایک روایت میں فرماتی ہیں: پھر حضرت ابو بکرؓ نے (نبی ﷺ) سے پوچھا: "یارسول اللہ! آپ اپنی اہلیہ کو رخصت کیوں نہیں کرا لیتے؟ اِس میں کیا رکاوٹ ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اِس وقت میرے پاس مہر اداء کرنے کے لیے رقم موجود نہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ کو ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی پانچ سو درہم دیے۔ سرورِ عالم ﷺ نے یہ تمام رقم حضرت عائشہؓ کو بھجوا دی اور اِس طرح آپ کی رخصتی عمل میں آئی"۔

(المستدرک علی الصحیحین)

اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بلوغت اور زوجیت کے قابلیت کا یقین ہو چکا تھا اسی لیئے تو خود ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ رخصتی عمل میں لائی جائی، یہاں کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مغلوب الحال ہو کر یہ فیصلہ کیا ہو گا!!

بالفرض اگر کوئی یہ کہہ دیتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نظر انداز کیا ہو گا تو یہ درست نہیں، کیونکہ پھر ایسی صورت میں والدہ ضرور رکاوٹ بنتی، جبکہ رخصتی کے وقت خود انکی والدہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ منہ دھلائے اور پھر تیاری کے لئے انکو انصاری عورتوں کے حوالہ کیا، (بحوالہ صحیح بخاری) اور اوپر بھی روایت گزری کہ خود انکی والدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جسمانی نشوونما کے لیے کافی فکر مند تھیں اور مختلف غذاوں کا بندوبست کرتیں۔

2: بالفرض اگر حضرت عائشہ بالغ نہ ہوتیں اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے قابل نہ ہوتیں تو انصاری عورتیں جو حضرت عائشہ رض کے رخصتی کے موقع پر انکے گھر جمع ہوئی تھیں، ضرور اعتراض اٹھاتیں جبکہ روایات میں ایسے کوئی بات منقول نہیں، بالفرض اگر انصاری عورتیں کسی وجہ سے خاموش ہوتیں تو یہودی اور منافقین ضرور یہ بات اچھالتے کیونکہ یہودی اور منافقین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے کا کوئی ادنی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے، حتی کہ یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض میں مشرکین کے بتوں کے سامنے تک سجدہ کیا اور منافقین نے واقعہ افک میں خوب حضرت عائشہ رض کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔

3: حضرت عائشہ رض کی غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ سال کے دورانیہ میں انکو درجہ اجتہاد حاصل ہو چکا تھا، ان سے منقول روایات کی تعداد بائیس سو ہے، کئی کبار صحابہ کرام کو مسائل میں خطا پر مطلع فرمایا اور انہوں نے رجوع فرمائی۔

حضرت ابو موسی اشعری رض فرماتے ہیں: ہم صحابیوں کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی نہیں پیش آئی کہ جس کو ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ اہم معلومات ہم کو نہ ملی ہوں۔

انکے علم و فضل کے متعلق ابن شہاب زھری لکھتے ہیں:

> اگر حضرت عائشہ رض کے علم کا تقابل تمام عورتوں کے ساتھ کیا جائے تو حضرت عائشہ رض کا علم بڑھا ہوا ہو گا۔

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

> حفظ، علم، فصاحت، عقل میں حضرت عائشہ جیسی عورت کسی امت میں نہیں ہوئی ہے۔

علامہ ذھبی لکھتے ہیں:

> امت کی خواتین میں بلا کسی استثناء کے سب سے بڑی فقیہہ ہیں اور اس امت؛ بلکہ دنیا جہاں کی خواتین میں مجھے ایسی خاتون نظر نہیں آتی جو علم و فضل میں آپ سے بڑھی ہوئی ہو۔

الغرض حضرت عائشہ رض رخصتی کے وقت ناسمجھ بچی نہیں تھی، بلکہ ایک پختہ کار، تجربہ کار اور باصلاحیت عورت تھیں۔

4: حضرت عائشہ کی رخصتی بالفرض اگر بلوغت اور ناقابل زوجیت عمر میں ہو رہی تھی تو حضرت عائشہ ناگواری ظاہری کرتیں، جبکہ ایسی کوئی بات منقول نہیں۔ بالفرض اگر انکو مجبور کیا گیا تھا تو مجبوری کی صورت میں خاموشی تو اختیار کرلیتی لیکن آپ کے ساتھ محبت کا اظہار نہ کرتیں، جبکہ سیرت عائشہ مطالعہ کرنے بعد متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ثابت ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت از حد تھی، اور آپ رضی اللہ عنہا اس نکاح کو دنیا و آخرت میں اپنے لیئے سب سے بڑی نعمت سمجھتی تھی۔ مثلاً

سنن نسائی کی ایک لمبی روایت ہے کہ ایک رات حضرت عائشہ رض کی باری میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محسوس ہوا کہ عائشہ سوگئی ہیں تو آپ باہر جنت البقیع کی طرف نکلے، امی عائشہ چپکے سے انکے پیچھے ہو گئی کہ کہیں میری باری میں تو آپ کسی دوسری اہلیہ کے پاس نہیں جارہے ہیں؟!

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رض کے ہاں ٹھہرتے اور شہد پیا کرتے، حضرت عائشہ رض اور دیگر ازواج مطہرات کو یہ ناگوار گزرا تو حضرت عائشہ نے یہ پلان بنایا تھا کہ جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھیں، کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوڑ کا مقابلہ کیا تو میں جیت گئی، پھر جب میرا بدن بھاری ہو گیا تو میں نے آپ سے (دوبارہ) مقابلہ کیا تو آپ جیت گئے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ جیت اس جیت کے بدلے ہے"

[سنن ابی داود]

یہ تمام اور اس جیسے دیگر متعدد واقعات ایسے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی محبت واقعی اور حقیقی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح زبردستی کرایا گیا یا آپ اس پر راضی نہیں تھیں۔

امی عائشہ رض خود فرماتی ہیں: میری شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئے اور بایں ہمہ شوہر کے حضور میں مجھ سے خوش قسمت کون تھیں۔

(صحیح بخاری)

الغرض اس ساری تفصیل سے واضح ہوا کہ درج بالا اعتراض جو اٹھایا جاتا ہے وہ حضرت عائشہ اور آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے نکاح پر بالکل درست نہیں کیونکہ اس کے جو اسباب ہیں ان میں سے کوئی بھی سبب یہاں موجود نہیں ہے۔

ایک اعتراض

درج بالا اعتراض کو تقویت دینے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہورہی تھی تو محلہ کے بچیوں کے ساتھ وہ گڑیاں کھیلتی تھیں۔ نیز رخصتی کے بعد اس مشغلہ کو جاری رکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بچی اور کم سن لڑکی تھی، اس قابل نہ تھیں کہ انکو زوجیت میں دے دیا جاتا؟

جواب: مذکورہ اعتراض قابلِ التفات نہیں۔ اس لئے کہ اسکا مشاہدہ تو ہمیں اور دیہاتی زندگی گزارنے والوں کو خوب ہے کہ عموماً لڑکی کی جب تک شادی نہ کرادی جائے تو والدین کے گھر پر اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی حتی کہ پندرہ، اٹھارہ، بیس سال کی بھی کوئی لڑکی ہو جائے تو یوں اپنے سہیلیوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے وقت گزارتی ہے۔ اور کھانا پکانا وغیرہ کام کاج پر بڑی مشکل سے انکو لگایا جاتا ہے۔ ہاں ازدواجی زندگی میں منسلک ہونے کے بعد جب ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے تو ان میں انقلاب آجاتا ہے۔ یہی حالت حضرت عائشہ رض کی بھی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انتہائی شفقت کی ایک جھلک ہے کہ رخصتی کے بعد بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہی شفقت کا معاملہ رکھا جو معاملہ انکے ساتھ انکے والدین کا تھا۔

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ

علمائے امت کی شان میں غیر مقلدین کی گستاخیاں

علمائے کرام عقل، سمجھ اور دانائی سے محروم

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے لکھا:

"پھر آگے چل کر ایک اور مشکل پیدا ہو گئی کہ بعد میں آنے والے بزعم خویش اور معروف معنوں علماء نے بصیرت کے فقدان، عقل کی نارسائی، خرد کی تنگ دامانی کی وجہ سے اغیار کے فراہم کردہ اسی رطب و یابس کو ہی دینی سرمایہ سمجھ کر تاریخ کا حلیہ بگاڑنے کو ہی تاریخ نویسی یا سیرت نویسی کے فرائض سے عہدہ برآئی سمجھ کر ان بوریہ نشین محدثین عطام کے علمی کارناموں سے چنداں اعتنار نہ کیا۔ اگر اس طرف توجہ کی بھی گئی تو انہیں معصوم عن الخطاء سمجھتے ہوئے ہر قسم کی روایات پر بھروسہ کرتے ہوئے درایت کو پس پشت ڈال کر مکھی پر مکھی مارتے رہے۔"

(سیدنا حسن بن علیؓ صفحہ ۹،۸، طبع اول، مقام اشاعت: جامع اہلِ حدیث محلہ مستریاں جہلم)

امام زین العابدین رحمہ اللہ پروپیگنڈہ سے متاثر

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے لکھا:

"اس دَور میں ہی آں حضرتؐ کی باقی صاحب زادیوں کے متعلق ان لوگوں نے اس حد تک پروپیگنڈہ شروع کر دیا تھا کہ سیدنا علیؓ (زین العابدین) بن سیدنا حسینؓ بھی ان کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ روایت میں ہے کہ عروہ مسجد نبوی میں درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ اس میں سیدہ زینب صلوٰۃ اللہ علیہا بنت نبی علیہ السلام کے متعلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی آپ درس میں بیان فرمایا کرتے تھے ھی افضل بناتی یعنی زینبؓ میری بیٹی نہایت ہی فضیلتوں والی ہے۔ آگے طحاوی کی زبان سے سنئے: پس یہ خبر جب علی (زین العابدین) کو پہنچی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار لے کر مسجد نبوی میں عروہ پر حملہ آور ہوئے۔

تو عروہ نے کہا: میں آئندہ اس حدیث کا درس نہ دوں گا۔ (مشکل الاثار جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۵ بحوالہ آلِ رقیۃ الزہرا صفحہ ۴۰)......۔“

(سیدنا حسن بن علیؓ صفحہ ۱۸)

تابعین کرام کی بابت ریمارکس

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے لکھا:

”جہاں قرن اول میں ہی صرف اقتدار فاطمہؓ کے لئے ایک حدیث گم کی جارہی ہے۔ اور خاص مسجد نبوی میں حضور صادق و مصدوق کی دوسری صاحب زادیوں کی تعریف کرنے والے پر حملہ کیا جاتا ہے تو دوسرے مقامات میں لوگوں سے جبراً فضائل بیان کرائے جاتے ہیں، اور آں حضرتؐ کی دوسری اولاد کے فضائل بیان کرنے والوں پر حملے کئے جاتے ہیں۔“

(حوالہ مذکورہ)

اجہل الناس والی بات

شیخ عبد الرؤف سندھو غیر مقلد لکھتے ہیں:

”شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ”مجموع الفتاویٰ (۲۰/۴۸۶) میں کہا ہے کہ بعض اوقات فاضل آدمی ایسی بات کر دیتا ہے جو اجہل الناس ہی کرے گا۔ چنانچہ یہی حافظ ابن حجر عید میلاد النبی کے بارے میں لکھتے ہیں: ’اصل عمل المولد بدعة لم تنقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلاثة“، ”عید میلاد منانا اصل میں بدعت ہے جو قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی سے بھی منقول نہیں) اس کے بعد کہتے ہیں کہ مجھے اس کی دلیل ملی ہے، وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو یہود دس محرم کا روزہ رکھتے تھے جب ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو فرعون سے نجات دی تھی تو آپ نے فرمایا کہ ہم بھی شکرانہ کے طور پر اس دن کا روزہ رکھیں گے۔ ملاحظہ: ”الحاوی للفتاوی“ للسیوطی (۱/۱۹۶)۔“

(احناف کی چند کتب پر ایک نظر صفحہ ۳۶، دار الاشاعت اشرفیہ سندھو قصور)

ندوۃ المصنفین کے علماء سبائیت کے ترجمان اور وکیل ہیں

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”گوئبلز کہا کرتا تھا کہ جھوٹ بولو، بار بار بولو، الفاظ بدل بدل کر بولو، اور آخر ایسا وقت آکر رہے گا کہ وہ جھوٹ ایک حقیقت کے تسلیم کیا جائے گا۔ اگر وہ بطور سچ کے تسلیم نہ کیا گیا تب بھی لوگوں کے دِلوں میں شک ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اُمہات المومنینؓ اور صحابہ کرامؓ کے خلاف یہی ٹکنک چودہ سو سال سے دہرائی جارہی ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ اچھے خاصے مدعیانِ اسلام کا ایک کثیر گروہ دشمنانِ اسلام کے اس لغو، بے ہودہ اور خرافاتی پروپیگنڈۃ سے متاثر ہو کر اپنی تالیفات کو اُسی خرافاتی دیومالائی داستانوں سے ملوث کئے جارہا ہے اور بزعمِ خویش اس بات کا مدعی ہے کہ ہم مؤرخ ہیں، محقق ہیں، شیخ الحدیث ہیں، شیخ القرآن ہیں۔ غرض یہ کہ کیا کچھ ہیں۔ اسی قسم کے خرافات سے تیار شدہ داستان سیدنا حسنؓ کی تدفین کے متعلق بھی دہرائی جارہی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ظلم یہ کہ ندوۃ المصنفین، اعظم گڑھ جیسے مقام سے جو کچھ اس قسم کی خرافاتی داستانوں کی صورت میں پیش کیا گیا۔ وہ صریحاً سبائیت کی ترجمانی بلکہ حق وکالت کے فرائض کی ادائیگی کی صورت میں سم قاتل بن کر پورے اساس ملت کو مسموم کرنے کا موجب بن رہا ہے۔“

(سیدنا حسن بن علی صفحہ ۸۲)

اس جگہ حاشیہ میں لکھا:

”تاریخ اسلام حصہ اول مؤلفہ شاہ معین الدین احمد کا صفحہ ۳۷۸ دیکھیے، جس کا دیباچہ سید سلیمانؒ ندوی نے لکھا ہے۔“

(حوالہ مذکورہ)

حافظ ابن تیمیہ پر تنقید شدید

شیخ ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ابن تیمیہ اگر اس روایت پر جرح کی ہے تو ان کی یہ جرح مقبول نہیں بلکہ مردود ہے کیوں کہ ان کے امام جن کی وہ تقلید کرتے ہیں یعنی امام احمد بخاری شریف کی صحت کو تسلیم کر چکے ہیں... اس پر ابن تیمیہ یا البانی کی تنقید وارد کر کے رد کرنے والا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کہلائے گا۔"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۳۵۲)

شاغف صاحب نے اس عبارت میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو "مقلد" قرار دیا جب کہ ان کے نزدیک تقلید شیطانی پھندا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"شیطان لعین نے ان کو امتی کی تقلید میں پھنسا کر لاشعوری طور پر سنت رسول کا مخالف بنادیا۔"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۴۰۹)

شاغف صاحب کی اس عبارت میں یہ صراحت بھی ہے کہ ان کی جرح قبول کرنے والا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ غور کریں جب اُن کی جرح کو قبول کرنے والا دشمن رسول ہوا تو خود جارح کی حیثیت کیا ہو گی؟ جو حیثیت اُن کی ہے وہی البانی کی بھی ہونی چاہیے۔

یزید کی مذمت کرنے والے رافضی اور اکاذیب سے متاثر جہلاء ہیں

علمائے اہلِ سنت بلکہ بہت سے غیر مقلدین کے ہاں بھی راجح یہی ہے کہ یزید ایک فاجر شخص ہے۔ مگر حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نہ صرف انہیں فاسق نہیں مانتے ہیں، بلکہ اس کی مذمت کرنے والوں کو رافضی جھوٹوں سے متاثر جہلاء بھی قرار دیتے ہیں، چنانچہ انہوں نے لکھا:

"سانحہ کربلا کو آڑ بنا کر روافض نے تاریخ کو مسخ کرنے کی سعی میں جو اکاذیب کے ملبے تیار کئے ان میں سر فہرست یزیدؒ اپنے ہم قافیہ لفظ پلید کے ساتھ روافض کے علاوہ اہلِ سنت کے جہلا کے قلوب واذہان پر بھی اس طرح مسلط ہے کہ جب تک اپنی مجالس و محافل حتی کہ خلوت کی نجی صحبتوں میں کسی بدنام و رُسوا شخص کا ذِکر کر رہے ہوں!۔"

(تحقیق شہادت حسین صفحہ ۲۴، شائع کردہ انجمن تحفظ ناموس صحابہ ناظم آباد کراچی)

شیطان لعین نے شارحین بخاری کو الجھا دیا

شیخ ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اکثر شارحین نے اس مقام پر بلا ضرورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز سے متعلق بحث شروع کر دی کہ آپ کو بول و براز پاک ہے جس کی بحث کا یہ مقام نہیں اور نہ ہی یہ باب اس غرض سے قائم کیا گیا... لیکن شیطان لعین نے ان شارحین کو ایک ایسی بات میں الجھا کر اصل مسئلہ کو سمجھنے سے روک دیا اور پھر یہ شارحین فرضی اور بے ضرورت باتوں پر بحث کرتے ہوئے ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالنے لگے۔“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۷۶)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے نسب کو غلط کہنے کی گستاخی

مولانا ابو الاشبال شاغف غیر مقلد نے اپنے ایک بزرگ حکیم عبد الحی ہانی ظریف کی زبانی ایک واقعہ نقل کیا:

”آج سے کئی سال قبل ایک واعظ سے میں نے سنا کہ وہ ایک حدیث بیان کرتے ہوئے ابن کثیر کا حوالہ دے رہے تھے۔ میں نے کھڑے ہو کر اعتراض کر دیا کہ جناب یہ روایت قابل قبول نہیں۔ کہنے لگے کیوں؟ میں نے کہا اس لیے کہ ابن کثیر کا معنٰی ہوا ”بہتوں کا بیٹا“ مطلب یہ کہ اس کا نسب ہی صحیح نہیں، تو اس کی روایت کب مقبول ہو گی؟“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۵۲۹)

شاہ اسماعیل نے کچھیں ماری ہیں، کیا وہ مسلمان ہیں؟

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری صاحب کہتے ہیں:

”اپنے اس ماحول میں جس ماحول میں وہ پلے، جس ماحول میں وہ پڑھے۔ چوں کہ تصوف کا چکر تھا۔ چنانچہ صراط مستقیم میں انہوں نے وہ وہ کچھیں ماریں ہیں کہ اللہ میرا معاف کرے۔ پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ یا اللہ! یہ شاہ اسماعیل کی باتیں ہیں! ایسا آدمی کبھی مسلمان ہو سکتا ہے؟ یہ تو سارے کا سارا چکر۔“

(خطبات بہاول پوری: ۱/۲۸۷، دوسرا نسخہ خطبہ: ۱۳)

مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی کتاب کو شرکیہ کہنے کی جرآت

مولانا عبد العزیز نورستانی غیر مقلد نے شاہ صاحب کی کتاب "صراط مستقیم" کے ناشر مکتبہ سلفیہ لاہور کے متعلق لکھا:

"اس قسم کے شرکیہ کلام کو... بلا تعلیق و بلا تردید چھپوا کر شائع کیا قابل مذمت ہے، ان کو اس گناہ سے توبہ کر کے اپنی توبہ کا اعلان کرنا چاہیے۔"

(اہلِ توحید کے لیے لمحہ فکریہ صفحہ ۱۵، مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد دوم)

شارحین حدیث مسائل نہ سمجھ سکے

شیخ ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قراءۃ الفاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین قبل الرکوع و بعد الرکوع کو بعض ائمہ کما حقہ نہ سمجھ سکے، جیسا کہ شروحاتِ حدیث و کتب فقہ میں اس پر تفصیل موجود ہے۔"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۵۲۷)

مذکورہ عبارت کے بعد لکھا:

"کسی پر نہ سمجھنے کی وجہ سے ملامت کرنا صحیح نہیں۔"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۵۲۷)

غیر مقلدین نے "غیر فقیہ" کا معنی "غیر سمجھ دار" کیا، پھر اسے گستاخی قرار دیا۔ جب کہ شاغف صاحب کے ہاں نا سمجھنا قابلِ ملامت نہیں۔ یعنی یہ گستاخی نہ ہوئی۔

مولانا عبد الحی فرنگی شیعیت کے ترجمان تھے!!

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"مولوی عبد الحی فرنگی محلی ہوں یا شاہ اشرف علی تھانوی اپنی فضیلتوں کے باوجود غیر شعوری طور پر شیعیت کے ترجمان ہو کر رہ گئے تھے۔"

(خلافتِ راشدہ صفحہ ۱۵۶ بحوالہ مقدمہ رسائل اہلِ حدیث: ۲/۱۰۶)

مولانا ابو الکلام آزاد کفر کا دامن تھامے رہے

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”علماء دیوبند میں سے مولانا محمود الحسن نے اپنے طور پر تحریک آزادی ہند چلائی مگر اپنی موقتہ حکومت کا صدر ایک ہندو راجہ مہندر پرتاب کو بنایا... پھر آگے چل کر یہ لوگ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے وجود میں سٹیج پر نمودار ہوئے یا مولانا حبیب الرحمن کے جبہ و دستار میں، دیوبند کے صدر اعلی کی حیثیت میں حسین احمد مدنی کی شکل میں سامنے آئے یا ابو الکلام آزاد بن کر... مسلمانوں سے کٹ کر کفر کا دامن ہی تھامے رہے۔“

(اختلاف امت کا المیہ صفحہ ۲۱۳ بحوالہ مقدمہ رسائل اہلِ حدیث: ۲/۱۰۷)

علماء کرام کی اکثریت پر طعن

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”شیعی نظریات جس چابک دستی سے تیرہ صدیوں سے اہل سنت کے اَذہان و قلوب کو مسموم کر رہے ہیں اُن کے پیش نظر اہلِ سنت کے علماء کا فریضہ تھا کہ وہ اپنے درمیان رفع سبابہ، رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ کے فروعی اختلافات کو نظر انداز اس فتنہ عظیم سے اُمت کو اگاہ کرتے، مگر افسوس کہ ان علماء کی اکثریت اپنے فروعی اختلافات پر اپنی تمام علمی کاوشیں اور ذہنی صلاحیتیں صرف کرتی چلی آرہی ہے، اور آج تک اہلِ فتنہ کی طرف سے شتر مرغ کی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھی ہے۔ اور عوام شیعی دنیا کی تیار کردہ شرک وبدعت کی بھٹیوں میں کودتے چلے جارہے ہیں، مگر سنی علماء ٹس سے مس نہیں ہوئے۔“

(شہادتِ ذوالنورین صفحہ ۳۵، طبع دوم)

شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ شیعہ دسیسہ کاریوں سے متاثر

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے مذکورہ عبارت کے متصل بعد لکھا:

”بلکہ غضب خدا کا کہ سنی علماء میں سے بھی سینکڑوں عاملین جبہ و دستار اغیار کے سُروں میں سُر ملا کر اُنہیں کا سا ”راگ“ الاپ رہے ہیں یہاں تک کہ شاہ عبد العزیزؒ جیسے نابغہ عصر جن

کے قلم سے تحفہ اثناء عشریہ جیسی ضخیم کتاب لکھی گئی، پارہ عم يتساءلون کی تفسیر لکھتے ہوئے غیر محسوس طور پر شیعی دسیسہ کاریوں سے متاثر ہو کر "**النظر الی وجه علی عبادة**" لکھنے سے نہ چوکے، تو ان حالات میں ماو شما کا کیا ذِکر؟۔"

(شہادتِ ذوالنورین صفحہ ۳۵، طبع دوم)

حافظ عبد القادر قرشی کو متعصب وبیکار کہنا

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"عبد القادر القرشی وغیرہ متعصبین اور بے کار لوگوں کا اسے "امام کبری" قرار دینا چنداں مفید نہیں ہے۔"

(نصر الباری صفحہ ۳۸)

البانی کے شاگردوں کی طبیعت سے عالم عرب شکوہ کناں

شیخ ابو ابراہیم محمد ندیم غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہماری مناظرانہ طبیعت نے دل کی سختی اور زبان کی درشتگی میں اضافہ کر دیا ہے۔" میری تحقیق" کے زعم نے کسی بڑے کو ہماری نگاہ میں بڑا نہیں رہنے دیا۔ ردود کی کثرت نے تعمیراتی کام کرنے کی توفیق ہم سے چھین لی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ...... حدیث میں ان کا تجدیدی کردار کس سے پوشیدہ ہے؟ لیکن عالم عرب میں ان کے بعض شاگردوں کی طبیعت سے شکوہ کناں ہے جس اُمت میں افتراق کا باعث بن گئے ہیں۔ شیخ البانی کے دفاع کو ایسا دینی فریضہ مانا گیا کہ کسی کا تقدس باقی نہ رہا۔ ہمارے بھی یہ روایت زوروں پر رہی ہے۔ اہلِ حدیث میں ایک خاص مسلک نظر آنے لگا تھا کہ فلاں شیخ پر رد کا جواب دینا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ اس کے بغیر شاگردی اور وفاداری خطرے میں محسوس ہونے لگتی تھی۔ اختلاف برداشت کرنے کی ہم میں صلاحیت نہ رہی۔ اور رد لکھتے ہوئے علمی مسائل کے ساتھ ساتھ ذاتیات بھی زیر بحث رہیں۔ مخالف کا نام لے کر رَد کرنا ہمارا شیوہ بن گیا۔ اپنے اور اپنے اساتذہ کے موقف پر اصرار ہماری عادت بن گئی۔ تقلید کا رَد تو ہم نے کیا لیکن ہماری تحقیق کا نتیجہ سبھی اختلافی مسائل میں اپنے

اساتذہ کے موقف کی ہم نوائی کی شکل میں نکلا۔ یہ اتفاق ہے یا تقلید کا نتیجہ ، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"

(اشاعۃ الحدیث حضرو، اشاعتِ خاص بیاد شیخ زبیر علی زئی صفحہ ۵۴۸)

شرفاء کی پگڑیاں اچھالنا اہلِ حدیث نوجوانوں کا معمول بن گیا

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اب اہل حدیث میں ایسی کشید گی پیدا ہو گئی ہے کہ کسی عالم کی عزت محفوظ نہیں۔ اپنے خلاف کوئی کسی کی حق بات سننے کے لیے تیار نہیں، شرفاء کی پگڑیاں اُچھالنا اب اہلِ حدیث نوجوانوں کا معمول بن گیا ہے۔"

(رسائل بہاول پوری صفحہ ۶۰۴)

زبان درازی اور الزام تراشی

ایک صاحب لکھتے ہیں:

"حال ہی میں جماعۃ الدعوۃ کی مرید کے میں دوروزہ تربیتی نشست ۲۰۱۲ء منعقد ہوئی تو اس میں عبد الرحمن مکی کو "منہج سلف دعوت ہے، تکفیر نہیں" کا عنوان سونپا گیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں نہایت دیدہ دلیری اور جسارت کے ساتھ القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کو تکفیری قرار دیا، ان کے خلاف خوب زبان درازی کی اور ان پر الزام تراشی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ گئے......۔"

(حاشیہ مرجئۃ العصر کی تلبیسات کا علمی محاکمہ صفحہ ۲۰، تالیف: شیخ عبد الرحمن عثمانی غیر مقلد)

علمائے امت کو شریعت کا مخالف باور کرانا

علمائے اُمت بلکہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد کے صرف اپنی ماں سے پیدا ہوئے ہیں۔ شیخ عنایت اللہ اثری غیر مقلد نے ان سب کو مخالفِ شریعت کہہ دیا ہے۔

چنانچہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

"افسوس ہے کہ مریم بچاری کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا کہ دوسروں کے لیے تو نکاح کے

بعد بھی چھ ماہ تک کوئی کرامت قبول نہیں کی گئی اور اس (مریم) کے لیے نکاح کئے بغیر ہی خلافِ شرع کرامۃً بچہ پیدا کرالیا گیا کیا خوب ہے۔"

(عیون زمزم فی میلاد عیسیٰ بن مریم صفحہ ۱۹، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

اَثری صاحب تاثر دے رہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر والد کے پیدا ہونا شریعت کے خلاف ہے مگر علمائے امت اسی خلافِ شرع عقیدہ کو قبول کئے ہوئے ہیں۔

مفسرین نے عمل کی دعوت نہیں دی

جماعت المسلمین کے ایک غیر مقلد لکھاری لکھتے ہیں:

"مفسرین نے قرآنی علوم کے ہر عنوان پر بہترین تفاسیر لکھیں، علمی نکات بیان کئے لیکن ان تفاسیر میں سے کسی تفسیر میں عمل پر خاطر خواہ زور نہیں دیا گیا، علوم کے دریا بہائے جاتے رہے، لیکن عمل کم ہوتا چلا گیا۔"

(تفسیر قرآن عزیز......، المسلم نمبر ا: ص ۷، بحوالہ افکار، عقائد و فتاویٰ جماعت المسلمین صفحہ ۳۸)

مفسرین پر اثری صاحب کا پارہ چڑھ گیا

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد نے شیخ عنایت اللہ اثری غیر مقلد کے متعلق لکھا:

"یہاں پہنچ کر اثری صاحب کا مفسرین پر پارہ بہت چڑھ گیا ہے۔ لیکن آپ "تفسیری خیال خطرناک" کی عبارت میں یہ اضافے بھی کر لیتے کہ وہ لڑکا فرشتہ تھا۔ اس نے حضرت مریم کو یہ بات پہلے بتلا بھی دی تھی، لہٰذا اس کی حقیقت بشری میں تبدیلی ہی نہ ہوئی تھی تو آپ کے اعتراض کا پورا جواب آجاتا۔"

(عقل پرستی اور انکار معجزات صفحہ ۷۳)

شیخ محمد بن عبد الوہاب پر تنقید و تشنیع

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

"محمد بن عبد الوہاب کا کیا ذِکر ہے، اور وہ کس قطار و شمار میں ہے۔"

(ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۱۰، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث)

مولانا ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد نے شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے نظریات کی بابت لکھا:

”بانی ایں فرقہ عبد الوہاب نجدی است کہ یہودی النسل بود در نہانی عداوت اسلام داشت وغیرہ ہمچوں قم، ایں چنیں افترایات کہ جہلاء بہ نسبت فرقہ اہلِ حدیث مشہور کنند اصلے ندارد بلکہ این چنیں اعتقادات ومقالات را اہلِ حدیث کفری دانند۔“

(اہلِ حدیث کا مذہب صفحہ ۵)

یعنی ایسی باتیں کہ اس اس فرقہ [اہلِ حدیث (ناقل)] کا بانی عبد الوہاب نجدی ہے جو یہودی النسل تھا پوشیدہ طور پر اسلام دشمنی رکھتا تھا۔ اس طرح کے خیالات جاہل لوگ اہلِ حدیث کی بابت مشہور کرتے ہیں، اس کی کوئی بھی اصل نہیں۔ بلکہ اہلِ حدیث تو ایسے عقیدوں اور باتوں کو کفریہ جانتے ہیں۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب کے متعلق اس طرح کی مزید عبارتیں ”کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ“ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہ کتاب حضرت مولانا ابو بکر غازی پوری رحمہ اللہ کی عربی کتاب ”وقفة مع اللامذهبية“ کا اردو ترجمہ ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا ابن الحسن عباسی رحمہ اللہ نے کیا تھا۔

توہین آمیز انداز کی نشاندہی

مولانا عبد المنان راسخ غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بطورِ نمونہ ایک توہین آمیز انداز پر غور فرمائیں ......! ایک محترم اس بارے میں گفتگو فرما رہے تھے کہ بعض لوگ [حکیم فیض عالم صدیقی وغیرہ آلِ غیر مقلدیت۔ حوالہ جات ہماری اسی کتاب میں منقول ہیں (ناقل)] صحیح بخاری پر بھی اعتراضات کرنے سے باز نہیں آتے، ہم بھی سمجھتے ہیں کہ صحیح بخاری کو ہدف تنقید بنانا بہت بڑی جسارت ہے لیکن وہ حضرت صاحب بیان کرتے ہوئے بے قابو ہو گئے اور جذبات میں آکر للکارتے ہوئے فرمانے لگے: ”او ربد معاشو!......! صحیح بخاری پر اعتراض کرتے ہو، اور ......نے بے غیر تو ا صحیح بخاری پر کیچڑ اچھالتے ہو“ وغیرہ وغیرہ۔ کیا خوف خدا رکھنے والے خطیب کا انداز ایسا ایسا ہونا چاہیے......؟۔“

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۱۴۵، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: ۲۰۱۷ء)

توہین آمیز لہجہ کا اک اور نمونہ

مولانا عبد المنان راسخ غیر مقلد نے مذکوہ بات کے متصل بعد لکھا:

’’اسی طرح ایک بیان میں خطیب صاحب فرمانے لگے:’’طارق جمیل بہت زیادہ جھوٹ بولتا ہے ، بہت بکواس کرتا ہے، بلکہ سب سے زیادہ جھوٹ شیطان بولتا ہے یا طارق جمیل بولتا ہے۔‘‘ استغفر اللہ۔ یہ باتیں سنتے ہی تمام سامعین قہقہے لگا کر ہنسنا شروع ہو گئے۔ کیا کسی بھی مخالف کے لئے ایسے الفاظ اور ایسا انداز درست ہے......؟ کیا ایسے انداز سے ہی تبدیلی آئے گی۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا یہی منہج تھا......؟ یا آپ کا انداز مجرمانہ ہے ......؟ کیا ہمارے بعض خطباء و علماء موضوع، متروک اور غیر ثابت روایات و واقعات بیان نہیں کرتے ......؟۔‘‘

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۱۴۶، مکتبہ اسلامیہ ، اشاعت:۲۰۱۷ء)

مولویت کی تذلیل اور اس کا سوفی صد مذاق

مولانا عبد المنان راسخ غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’اللہ کی قسم! دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ہمارے بعض خطباء اور کئی علماء بھی اپنے بیانات میں ایسی ایسی نامناسب بلکہ واہیات کہانیاں، کہاوتیں اور مثالیں سناتے رہتے ہیں جس میں سراسر مولویت کی تذلیل ہوتی ہے اور سوفیصد مولویت کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ کیسی شرم کی بات ہے کہ انسان خود بھی مولوی اور لطیفے بھی مولویوں کے خلاف سناتا ہے اور مسجد کے ماحول کو تھیٹر کا ماحول بنادے۔‘‘

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۱۹۰، مکتبہ اسلامیہ ، اشاعت:۲۰۱۷ء)

فریقِ مخالف کے اکابر کو توہین آمیز انداز میں مخاطب کرنا

مولانا عبد المنان راسخ غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ہمارے کئی خطباء نہایت عمدگی سے بیان کرتے ہیں لیکن دورانِ بیان فریقِ مخالف کو مذاق کرنا، ان کی عزت کو مجروح کرنا اور ان کے اکابر کو توہین آمیز لہجے سے مخاطب کرنا ان کا معمول ہوتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوسرے مسالک کے لوگوں کی بدگمانی مزید بڑھ جاتی ہے۔“

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۲۰۹، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: ۲۰۱۷ء)

اپنے علاوہ دوسروں کو کافرومشرک کہنے کی جسارت

مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد نے اپنے غیر مقلدین کے متعلق لکھا:

”ان صاحبان کے پاس سوا کفر کی ٹکسٹال کے اور کیا رکھا ہے مگر کفر بھی مسلموں موحدوں کے لیے ڈھالتے ہیں ملحدین و کفار کے لیے نہیں۔“

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ا صفحہ ۲۱۱)

مولانا عبد القادر حصاری غیر مقلد نے جماعت غربائے اہلِ حدیث کے تکفیری ہونے کو دو صفحات میں بیان کیا ہے، جس میں درج ذیل عبارت بھی ہے:

”جو اپنی جماعت (غرباءِ اہلِ حدیث) کے ماسوا سب اہل سنت کی تکفیر کریں اور نام بنام سب علماء کو کافر کہیں۔“

(اصلی اہلِ سنت کی پہچان صفحہ ۲۱۲)

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بعضے عوام اہل حدیث کا یہ حال ہے کہ.......... اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔“

(لغات الحدیث جلد ۲ صفحہ ۹۱: ش)

نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ایک بلاء عظیم جو اِس اخیر زمانے والوں کو دامن گیر ہے، یہ ہے کہ اجتہاد کے بعض فروعی مسائل میں محض اختلاف کی بنا پر اپنے مخالف کی تکفیر میں بہت تیزی دکھاتے ہیں، اور اس مخالف کے فضائل، مکارم اور محاسن سے نظر پھیر لیتے ہیں۔ یہ فتنہ اس قدر عام ہو چکا ہے کہ.....

بعض اہلِ حق اور ارباب صدق بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔"

(جلب المنفعة فی الذب عن الائمة المجتهدين الاربعة مترجم صفحہ ۱۳۸، ترجمہ و تحقیق: مولانا محمد اعظمی، ناشر: مکتبة الفهيم مؤناتھ بھنجن یوپی، طبع اول: محرم الحرام ۱۴۳۰/ جنوی ۲۰۰۹ء)

آمین بالجہر کے تارک جہنمی!!

شیخ عبد المنان راسخ غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بعض فروعی اور اختلافی مسائل کو اچھال کر اور پھر انہی کی بنیاد پر جنت، جہنم میں پہنچا دینا حد درجہ احمقانہ طرز عمل ہے۔ میں ایک حضرت صاحب کا بیان سن رہا تھا۔ وہ آمین بالجہر کا ذِکر کر رہے تھے اور جو اونچی آمین نہیں کہتے تھے، ان کے خلاف جہنم والی آیت پڑھتے تھے۔"

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۲۹۳)

رفع یدین کے تارک جہنمی!!

شیخ عبد المنان راسخ غیر مقلد نے مذکورہ عبارت کے متصل بعد لکھا:

"پھر وہ رفع الیدین کی بات کرتے اور تارکین رفع الیدین کے خلاف جہنم والی آیات پڑھنی شروع کر دیتے۔ اسی طرح سلسلہ جاری رہا۔ وہ بعض فروعی اختلافات کا ذِکر کرتے رہے اور لوگوں کو جہنم کے کنارے پہنچاتے رہے اور سامعین اور قوم آگے سے واہ......واہ......واہ کر رہی تھی۔ اناللہ والیہ راجعون۔ خدارا...... اللہ سے ڈر جاؤ......!۔"

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۲۹۳)

ائمہ کرام کے لئے سخت الفاظ کا استعمال

شیخ محمد عزیز شمس غیر مقلد نے شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد کے متعلق لکھا:

"مسائل کی تحقیق اور احادیث پر حکم کے سلسلے میں، میں اُنہیں امام ابن حزم سے تشبیہ دیتا ہوں، جنہوں نے بہت سے رجال اور احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے، بلکہ صحیحین کی حدیثوں پر بھی تنقید کر ڈالی ہے۔ ائمہ کرام اور ان کے مقلدین کے لئے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

بہت سے مسائل میں وہ جمہور ائمہ کے خلاف ہیں، اور بڑی شدت سے اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

(اشاعۃ الحدیث حضرو، اشاعتِ خاص بیاد شیخ زبیر علی زئی صفحہ ۱۷۸)

علمائے کرام پر تحریف کا الزام

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد نے مقلدین کے متعلق لکھا:

"یہ لوگ قرآن و سنت کی غلط تاویلیں کرتے ہیں اور تحریفات کے مرتکب ہیں۔ مثلاً آیت:﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾(پس اہل ذِکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے) سے یہ لوگ مذاہب اربعہ میں سے ایک مذہب کی تقلید کا وجوب ثابت کرتے ہیں۔ حالاں کہ اس آیت کریمہ سے سلف صالحین میں سے کسی نے یہ استدلال نہیں کیا۔ اور نہ سوال کرنا تقلید کہلاتا ہے۔"

(بدعتی کے پیچھے کا نماز کا حکم صفحہ ۲۹، ناشر: مکتبۃ الحدیث حضرو، اشاعت: ۲۰۰۴ء)

یاد رہے کہ علمائے کرام آیت سے تقلید کو ثابت مانا ہے۔

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اسی آیت سے تقلید کو ثابت تسلیم کیا۔(الفقیہ المتفقہ:۶۸/۲)

علی زئی صاحب کو بھی اس کا علم ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (م ۴۶۳ھ) نے لکھا ہے کہ تقلید جس کے لئے جائز ہے ، وہ ایسا عامی ہے جو شرعی احکام کے دلائل نہیں جانتا، اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذِکر (علماء) سے پوچھ لو۔"

(دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ ۴۴)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کو بھی تسلیم ہے کہ فاسئلوا اهل الذكر الخ سے تقلید ثابت ہے۔

علی زئی نے لکھا:

"یہ سب (تقلید کی نفی) عوام کے علاوہ (یعنی علماء) کے لئے ہے۔ رہے عوام تو ان پر مسئلہ پیش آنے کی صورت میں ان کے علماء کی تقلید ضروری ہے۔ کیوں کہ انہیں دلیل معلوم

نہیں ہوتی اور عدم علم کی وجہ سے وہ اس فہم تک نہیں پہنچ سکتے۔"

(دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ ۴۴)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اپنی اس بات پر بطور دلیل قرآن کی یہی آیت "**فاسئلوا اھل الذکر الخ** "ذِکر کی ہے۔(جامع بیان العلم وفضلہ:۲/۱۱۵)

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

"ابن عبد البر کی جو بحث پیچھے گزر چکی ہے اس کے بعد وہ فرماتے ہیں: یہ سب خواص کے لیے ہے عوام کے لیے جب کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو انہیں اپنے علماء کی تقلید کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے چونکہ عامۃ الناس پر مواقع حجت ظاہر نہیں ہوتے اور وہ عدم فہم کی وجہ سے اس کے علم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔... علماء کا اس میں اختلاف نہیں ہے عامۃ الناس پر اپنے علماء کی تقلید ضروری ہے اللہ کے اس فرمان میں وہی مراد ہیں **فاسئلوا اھل الذکر الخ**۔"

(حجیتِ حدیث، البانی صفحہ ۷۵)

سعودی عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں:

"تقلید دو جگہ ہوتی ہے: اول:... مقلد ایسا عامی آدمی ہو جو بذاتِ خود حکم کو پہچاننے کی طاقت نہ رکھتا ہو، اس کا فرض تقلید ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿**فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون**﴾[النحل:۴۳] "پس اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے دریافت کر لو۔" وہ اس کی تقلید کرے جس کو وہ علم اور تقویٰ کے لحاظ سے سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ اگر اس کے نزدیک دو شخص برابر ہوں تو اسے ان کے درمیان اختیار ہے۔ دوم:.... مجتہد کے لیے ایسا واقعہ پیش آئے جو فی الفور (فیصلہ) کا تقاضا کرے، اور اس کے بارے میں غور و فکر پر قادر نہ ہو اس صورت میں اس کے لیے تقلید جائز ہے، بعض نے تقلید کے جواز کے لیے شرط لگائی ہے کہ وہ مسئلہ ان اصول دین میں سے نہ ہو جن پر اعتقاد رکھنا واجب ہے، اس لیے کہ عقائد میں ٹھوس بات کا ہونا ضروری

ہے، اور تقلید صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ بے شک یہ شرط نہیں ہے، کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ عام ہے: ﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾ [النحل:۴۳]

یہ آیت رسالت کے اثبات کے بیان میں ہے، اور وہ اصول دین میں سے ہے۔ اس لیے کہ عامی آدمی حق کو دلائل کے ساتھ پہچاننے کی طاقت نہیں رکھتا، تو جب بذاتِ خود اس پر حق کو پہچاننا مشکل ہو جائے تو صرف تقلید باقی بچتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾ [التغابن:۱۶] پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔"

(الاصول من علم الاصول مترجم: ۱۰۱ طبع مکتبہ قدوسیہ، اہتمام طباعت ابو بکر قدوسی)

اس عبارت میں یہ بھی کہا گیا کہ عقائد میں بھی تقلید کرنا درست اور قرآنی حکم کی پیروی ہے۔

محمد بن صالح مذکور کے لیے غیر مقلد لکھاری بہت زیادہ عقیدت کا اظہار کیا کرتے ہیں۔

محمد رحمت اللہ خان غیر مقلد نے "عالم اسلام کے کبار علماء" کا عنوان قائم کر کے تیسرے نمبر پر ان کا نام لکھا ہے عبارت ملاحظہ ہو:

"(۳) شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ"

(تلاش حق کا سفر صفحہ ۱۵۰ طبع بنگلور انڈیا)

غیر مقلدین کے رسالہ "السنہ" میں لکھا ہے:

"عالم عرب کے مشہور عالم دین علامہ فقیہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔"

(السنہ شمارہ: ۳۴ رمضان ۱۴۳۲ھ صفحہ ۲۹)

خود شیخ زبیر علی زئی نے لکھا:

"سعودی عرب کے مشہور مفتی شیخ محمد بن صالح ابن العثیمین رحمہ اللہ۔"

(علمی مقالات: ۳/ ۱۷۲)

تنبیہ: فاسئلوا اهل الذكر الخ سے مدعیان اہلِ حدیث کے بھی متعدد علماء نے اس آیت: "فاسئلوا اهل الذكر الخ" سے تقلید کا ثابت ہونا تسلیم کیا ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی نے مولانا محمد حسین بٹالوی کے ساتھ مل کر مسئلہ تقلید پر "معیار الحق" نامی کتاب

تحریر کی۔اس میں لکھا ہے:

"جس آیت کے حکم سے تقلید ثابت ہے تو وہ اسی صورت میں ہے جب کہ لاعلمی ہو ،قال اللہ تعالیٰ فاسئلو اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر۔"

(معیار الحق صفحہ ۷۴)

میاں نذیر حسین دہلوی کو مدعیان اہلِ حدیث شیخ الکل فی الکل کہتے ہیں،اور انہیں "ہیرو" بھی کہا ہے۔

(الحیات بعد الممات صفحہ ۴،۲)

شیخ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

"سرخیل اہلِ حدیث،المحدث،الفقیہ سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ۔"

(توضیح الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

میاں صاحب کے سوانح نگار شیخ فضل حسین بہاری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"تقلید مباح بھی ان علماء کے لیے ہے جو مجتہد نہ ہوں......یہ تقلید بہ سبب شرط ان کنتم لاتعلمون کے مختص ہے حالت لاعلمی کے ساتھ۔"

(الحیات بعد الممات صفحہ ۲۱۵)

شیخ ناصر الدین البانی نے "دلیل سمجھنے سے عاجز آدمی کے لیے تقلید کا جواز" عنوان قائم کر کے لکھا:

"کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہر شخص تو اس معنی میں عالم نہیں ہو سکتا (کہ وہ کتاب و سنت میں فہم میں پیدا کر لے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے مگر اس میں نزاع کس کا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھو) نیز فرمایا: فسئل به خبیرا (کسی خبر دار سے پوچھ) آنحضرت علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا جنہوں نے بے علمی میں فتویٰ دیا تھا الا سئلوا حین جھلوا فانما شفاء العی السوال (جب انہیں علم نہ تھا تو انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا (علم سے) عاجز کی شفا سوال ہے۔"

(حجیتِ حدیث صفحہ ۷۴)

شیخ البانی لکھتے ہیں:

"تقلید کی حرمت کی دلیل مجھے معلوم نہیں ہے بلکہ جس کے پاس علم نہیں ہے، اس کا تقلید کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون** [النحل:۴۲] اہلِ ذکر سے سوال کرو، اگر تم نہیں جانتے۔"

(فتاوی البانیہ صفحہ ۱۲۴)

ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس لکھتے ہیں:

"علامہ ابن تیمیہ کے قول میں یا تیسری قسم میں عوام کی تقلید کا جو ذِکر آیا ہے۔ در حقیقت یہ اتباع ہے کیوں کہ عامی نے اس وقت: "**فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون** یعنی جاننے والوں سے پوچھ لو اگر تمہیں علم نہیں۔" کے حکم پر عمل کیا لیکن اگر اصطلاحی طور پر اس کا نام تقلید ہی رکھا جائے تو کوئی حرج نہ ہونا چاہیے۔"

(تقلید کا حکم صفحہ ۵۴)

شیخ ابوز کی لکھتے ہیں:

"عامی شخص (Layman) کے لیے کسی صاحب علم کی پیروی اور تقلید ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: **فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون** (الانبیاء، آیت:۷) اس آیت کا سیاق و سباق اگرچہ دوسرا ہے لیکن اس سے یہ واضح حکم نکلتا ہے کہ جس معاملے میں کسی شخص کو خود علم نہ ہو وہ اہلِ علم سے پوچھ لیا کرے۔ اس لیے عام لوگوں کا علماء سے شرعی مسائل پوچھنا اور ان پر عمل کرنا بالکل جائز اور درست ہے اور اسے تقلید محمود بھی کہا جاتا ہے جس کے صحیح ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔"

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۹۳، ۹۲)

شیخ زبیر علی زئی کے دعوی میں "**فاسئلوا اھل الذکر الخ**" سے تقلید کو ثابت ماننا قرآن کی تحریف ہے، اس لئے اس آیت سے تقلید کو ثابت ماننے والے مدعیان اہلِ حدیث علی زئی رائے کے مطابق محرفِ قرآن کہلائیں گے۔

مولانا نعمت اللہ نعمانی صاحب حفظہ اللہ

یو کے میں منعقد ہونے والے مناظرہ پر تبصرہ

موضوع مناظرہ تحذیر الناس

دیو بندی مناظر اسلام حضرت مولانا عثمان اقبال مد ظلہ۔ صدر مناظر حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب

بریلوی مناظرہ مولوی شاہد علی صاحب۔۔۔۔ بریلوی صدر مناظر مولوی اسرار رشید صاحب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد

برادران اسلام بندہ ناچیز (نعمت اللہ نعمانی) بتاریخ 25 نومبر 2025ء کو حرمین شریفین کے مبارک سفر پر تھا کہ مخدوم مکرم حضرت مولانا مفتی محمد یوسف بیگ زیدہ مجدہ کا ایک وائس میسج موصول ہوا کہ آپ دعا فرمائیں۔ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مد ظلہ کا ایک رضا خانی مولوی محمد شاہد بریلوی سے آج شام کو مناظرہ ہونے والا ہے اور موضوع مناظرہ حضرت قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف تحذیر الناس ہے۔ بندہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد عثمان اقبال مد ظلہ اور حضرت مولانا مفتی عبد الحلیم صاحب کے لیے دعا کی اور ساتھ یہ بات بھی ذہن میں آگئی ہے کہ مولوی احمد رضاخان نے ہی مدینہ منورہ میں ہی آکر تحذیر الناس کی عبارات میں خیانت سے کام لیا تھا جس مقدس مقام کی طرف جمیع خلقت توبہ کے لئے آتی ہے بانی بریلویہ مولوی احمد رضاخان ان مقدس مقامات پر بھی آکر کذب بیانی، قطع برید سے کام لیا تھا۔

تحذیر الناس پر مناظرہ کرنے کی نوبت علمائے بریلویہ کو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ماضی کا زمانہ ہو یا موجودہ زمانہ قادیانیت اور مرزائیت کے خلاف کام کرنے والے علمائے دیوبند ہی ہیں۔ بریلویت کا قادیانیت کے خلاف کام بالکل زیرو ہے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ علمائے بریلویہ نے اپنے علماء بریلویہ کو قادیانیت کا ہمنوا منکر ختم نبوت ضرور کہا۔ چند حوالہ جات اس پر میں عرض کر دیتا ہوں فرقہ بریلویہ کا ایک مشہور مناظر گزرا ہے جس کا نام مولوی سعید احمد اسد ہے اس کے بارے میں اس کے بھائی نے لکھا ہے کہ مولوی سعید اسد منکر ختم نبوت ہے قادیانیت کا ہمنوا ہے۔

چنانچہ مولوی سعید احمد اسعد کے بھائی مولوی ابوالخیر محمد حبیب امجد و مولوی سعید اسد کے متعلق لکھتا ہے:

مولوی سعید اسد دوسری طرف اڑی چوٹی کا زور اس بات پر بھی لگایا کہ نبی اکرم ﷺ کو پہلا نبی ماننا کفر ہے جو نبی اکرم ﷺ کو پہلا نبی مانتا ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت ہے کا منکر ہے۔ یہ نئی شریعت ہے کہ اس بندہ خدا کے نزدیک ایک ہی عقیدہ اسلام بھی ہے اور کفر بھی ہے۔ ایک ہی عقیدہ کا اقرار بھی ہے انکار بھی ہے۔ کبھی یہ کہا کہ نبی اکرم ﷺ کو پہلا نبی ماننا نبی اکرم ﷺ کی شان ختم نبوت پر ڈاکہ ہے اور کفر ہے۔ میں نبی اکرم ﷺ کی شان ختم نبوت کا دفاع کر رہا ہوں۔ اور یہ عقیدہ کہ نبی اکرم ﷺ پہلے نبی ہیں قرآن کے خلاف ہے۔

(نبی اکرم ﷺ ص ۲)

اور مزید لکھتے ہیں:

مولوی سعید اسد اپنی دوسری کتاب ختم نبوت میں نبی اکرم ﷺ کو پہلا نبی ماننے والوں کو مرزا غلام احمد قادیانی اور بانی دارالعلوم دیوبند کے ساتھ ملایا ہے۔ یہ بھی نئی شریعت ہے کہ جن لوگوں نے عالم اجسام میں یعنی اس دنیا میں نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا کبھی انکار تو دور کی بات ہے ادنی شک بھی نہیں کیا اور ہمیشہ شان ختم نبوت کا دفاع کیا انکو اسکے ساتھ ملایا جو عالم اجسام یعنی اس دنیا میں سرکار اقدس ﷺ کی شان ختم نبوت کا صرف غدار ہی نہیں بلکہ اس نے خود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی کیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(نبی اکرم ﷺ ص ۴)

اور مزید لکھتے ہیں:

سعید اسد صاحب نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو پہلا نبی ماننا کفر ہے جو نبی اکرم ﷺ کو پہلا نبی مانتا ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا منکر ہے۔

(نبی اکرم ﷺ ص ۷)

اور مزید سعید اسد کے متعلق لکھتے ہیں:

وہ نئی شریعت گھڑنے والا اگر ایمان والوں کو ختم نبوت کا منکر ثابت کرنے پر تل ہی گیا ہے تو وہ

یاد رکھے کہ کسی کے کہنے سے کوئی منکر نہیں بنتا۔

(نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص ۱۰)

اور سعید اسد نے ایک سوال کیا کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تمام نبیوں میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں۔ آخری نبی میں اعلی حضرت فرماتے ہیں **ولکن رسول الله وخاتم النبیین** (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے) نص قطعی قرآن ہے اسکا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنی ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعا اجماعا کافر ملعون مخلد فی النیران ہے۔ نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اسکے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اسکے کافر ہونے میں شک وتر دور کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکافر جلی الکفران ہے۔ حضور کے بعد جو کسی کی نبوت ملنی مانے دجال کذاب ہے۔ جب سے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نبوت ملی کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی مقصد صرف اتنا ہے کہ جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور بانی دار العلوم دیوبند ختم نبوت کا مندرجہ بالا معنی تسلیم نہ کر کے اپنا بیڑا غرق کر بیٹھے اسی طرح کہیں ہمارے احباب بھی وہی غلطی کر کے اپنا اخروی نقصان نہ کر بیٹھیں۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے سعید اسد کے بھائی مولوی حبیب امجد نے یوں رقم کیا:

”اس بندہ خدا نے جب تخلیق کے وقت عند اللہ اول نبی مان لیا اور یہ بھی مان لیا کہ جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پہلا نبی نہیں مانتا وہ غلطی پر ہے تو ختم نبوت کے اس معنی کو تسلیم نہ کر کے وہی غلطی کیوں کی اور اپنا اخروی نقصان کیوں کیا۔ خود قطعا اجماعا کافر ملعون مخلد فی النیران کیاں بنا۔ اور جنہوں نے یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہلے نبی ہیں۔ اسکے دماغ نے یہ گھڑا ہے کہ جو آدمی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہلے نبی ہیں وہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان ختم نبوت پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ حالانکہ سچا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہلے نبی بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں۔“

(نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص18)

اور مزید مولانا محمد امجد لکھتے ہیں:

”اس بندہ خدا (یعنی مولوی سعید اسد) نے ظلم پر ظلم یہ کیا کہ ایمان والوں کو مرزا غلام احمد قادیانی اور بانی دار العلوم دیوبند کے ساتھ ملایا حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو اس دنیا میں نبی

اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے۔ وہ بندہ خدا اتنی تو شرم کرتا کہ اپنے اکابر کو مرزا غلام احمد قادیانی اور بانی دار العلوم دیوبند کے ساتھ تو نہ ملاتا۔"

(نبی اکرم ﷺ ص19)

اور آگے لکھتا ہے:

"خلاصہ یہ ہے کہ یہ بندہ خدا (یعنی سعید اسد) نئی شریعت گھڑنے کا مجرم، دشمنان خدا جل جلالہ و رسول ﷺ کی بولی بولنے کا مجرم، ان کو تقویت دینے کا مجرم، قرآن پاک کا مطلب غلط بیان کرنے کا مجرم، مومنوں کو کافر سمجھنے کا مجرم، ختم نبوت کے محافظوں کو ختم نبوت سے غداری کرنے والے سے ملانے کا مجرم، اپنے والد پر بہتان باندھنے کا مجرم، اس پر توبہ فرض ہے کیونکہ نزع کا وقت طاری ہونے سے پہلے توبہ قبول ہے۔"

(نبی اکرم ﷺ ص24)

اور مفتی نزیر احمد سیالوی بریلوی سعید اسد کو جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"کچھ عرصہ پہلے علامہ محمد سعید اسعد نے عالم ارواح میں حضور اکرم سید المرسلین ﷺ کے حقیقتاً مشرف بہ نبوت فرمائے جانے کو، جو کہ دلائل شرع سے ثابت اور جمہور علمائے امت کا عقیدہ ہے اور موصوف مذکور بھی گزشتہ ساری عملی زندگی میں اسی کی تبلیغ کرتے ہے ہیں۔ ختم نبوت کے منافی قرار دے دیا اور کہا اس عقیدہ سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے جو کہ قطعی طور پر کفر ہے۔"

(خاتم النبیین کا معنی ص ۱۵)

مولوی اشرف سیالوی نے ایک کتاب لکھی ہے کتاب کا نام ہے تحقیقات اسی تحقیقات کتاب کے کئی علمائے بریلوی نے رد لکھے ہیں رد لکھنے والے سب علمائے بریلویہ کہتے ہیں کہ مولوی اشرف سیالوی نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کیا ہے اور اشرف سیالوی کے متعلقین کہتے ہیں کہ اشرف سیالوی نے تحقیقات اس وقت لکھی تھی جب لوگ قادیانیت کی طرف جارہے تھے مولوی اشرف سیالوی کی وفات کے بعد حجت الاسلام اشرف سیالوی نمبر شائع ہوا اور اسکے ص 262 پر موجود ہے کہ مولوی اشرف سیالوی

نے تحقیقات اس وقت لکھی کہ لوگ جس راستہ پر چل رہے تھے وہ عن قریب انہیں قادیانیت کی گود میں لے جانے والا تھا شیخ الحدیث نے ختم نبوت کا تحفظ کیا۔

کتاب تحقیقات اس وقت مولوی اشرف سیالوی نے لکھی جب لوگ قادیانیت کی طرف جا رہے تھے۔ تو مولوی اشرف سیالوی نے تحقیقات لکھ کر ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ اب اشرف سیالوی اور انکے مؤیدین، متعلقین کے نزدیک تحقیقات کارد لکھنے والے بھی قادیانی منکر ختم نبوت ہیں۔

انہی باتوں پر پردہ ڈالنے کیلئے علماء بریلویہ تحذیر الناس پر مناظرہ کرنے پر جلدی میدان میں آجاتے ہیں کہ کہیں ہمارا گند لوگوں کے سامنے نہ آجائے لیکن مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد عثمان اقبال مدظلہ تحذیر الناس کا جواب مدلل اور مفصل دیا اور ساتھ ساتھ علماء بریلویہ کی گستاخانہ عبارات پر بھی مفصل گفتگو فرمائی یہ الگ بات ہے کہ مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد عثمان اقبال مدظلہ کی پیش کردہ عبارات کا جواب رضاخانی شاہد صاحب بالکل ہی نہ دے سکے۔

ناظرین حضرات نے مناظرہ سماعت فرمایا ہوگا جو شکست مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد عثمان اقبال مدظلہ نے مولوی شاہد بریلوی کو دی ہے شاید اتنی بری شکست ماضی قریب یا ماضی بعید میں کسی اور بریلوی کو نہیں ہوئی ہوگی۔

شاہد بریلوی نے مناظرہ کی اول ٹرن میں تحذیر الناس کی یہ عبارت پیش کی:

> ”سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“

(تحذیر الناس ص 3)

اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مولوی شاہد بریلوی نے مولوی احمد رضاخان کی کتاب حسام الحرمین کی ترتیب سے کلی طور پر انحراف کیا مولوی احمد رضانے جو حسام الحرمین ترتیب رکھی وہ یوں تھی بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی کچھ فرق نہ آئیگا۔

ان عبارتوں کے بعد مولوی شاہد کی پیش کردہ عبارت مولوی احمد رضا نے نقل کی تھی نامعلوم کیا پریشانی مولوی شاہد کو کہ انہوں نے مولوی احمد رضا کی ترتیب کو پس پشت ڈال دیا۔

بہر کیف مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مدظلہ نے مناظرے میں ایسی ترتیب رکھی کہ تحذیر الناس کی عبارات کے تحقیقی ،الزامی جوابات بھی وضاحت اور صراحت کے ساتھ دیتے رہے اور ساتھ ساتھ علمائے بریلویہ کی گستاخانہ عبارات بھی پیش فرماتے رہے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مدظلہ بریلویت کے سامنے آئینہ رکھا کہ حضرت مولانا قاسم العلوم والخیرات کی عبارات پر اعتراضات کرنے سے پہلے اپنے گھر میں دیکھو کہ آپ کے مسلک کے لوگوں نے مولوی احمد رضا خان کو نبیوں سے بڑھ کر سمجھا ہوا ہے کیا آپکو وہاں انکار ختم نبوت نظر نہیں آتا۔ مولوی احمد رضا خان کے بارے میں علمائے بریلویہ نے لکھا ہے:

"اعلی حضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولی تعالی نے اپنی حفاظت میں لے لیا اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرمادیا۔"

(احکام شریعت صفحہ نمبر 26)

اس عبارت میں مولوی احمد رضا خان کے بارے میں علمائے بریلویہ نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ نہ ان کی زبان خطا کر سکتی ہے نہ ان کا قلم نقطہ برابر خطا کر سکتا ہے جبکہ اس کے برعکس مفتی احمد یار نعیمی گجراتی نے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں لکھا ہے:

"انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کرسکتے ہیں نہ اس کے بعد ہاں نسیانا خطا صادر ہو سکتے ہیں۔"

(جاالحق صفحہ نمبر 420)

مولوی احمد رضا خان کے لیے تو لکھا ہے کہ ان سے نقطہ برابر بھی خطا نہیں ہو سکتی نہ زبان سے نہ قلم سے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان سے نسیانا گناہ کبیرہ صادر ہو سکتے ہیں ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ مولوی احمد رضا خان کو علمائے بریلویہ انبیاء علیہم السلام سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہیں یہی شکوہ مولوی ابو الخیر زبیر حیدر ابادی نے بھی علمائے بریلویہ سے کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"مسلک رضاوالے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلی حضرت کو نبیوں ولیوں بلکہ خود حضور امام الانبیاء ﷺ سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔"

(معارف رضا ص160)

مولوی احمد رضاخان خود بھی مسلک بریلوی والوں کو یہ کہہ کر اس دنیا سے رخصت ہوا کہ میری شریعت پر چلنا چنانچہ کتاب وصایا شریف میں مولوی احمد رضاخان کی وصیت موجود ہے:

"رضا حسین حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

(وصایا ص3)

مولوی احمد رضاخان نے آخر عمر میں بالکل واضح کر دیا کہ میرا دین ومذہب شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہے او آگے والا جملہ تو سارے ابہام کو دور کر رہا ہے کہ جو جو میری کتب سے دین و مذہب ظاہر ہے اس پر قائم رہنا ہر فرض سے مثلا نماز وروزہ زکوۃ حج وغیرہم سے اہم فرض ہے۔ مطلب کہ نماز، روزہ، حج زکوۃ سے زیادہ اہم علماء بریلویہ کے نزدیک مولوی احمد رضاخان کی کتب پر عمل کرنا ہے انہوں نے آخری وقت وصیت کی اس وصیت میں ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی ہمارا رضا خان مدعی نبوت تھا کیا ان عبارات سے عقیدہ ختم نبوت پر زد نہیں پڑتی اگر زد پڑتی ہے تو بریلویہ کیوں خاموش ہیں۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مد ظلہ نے جب یہ کتابیں پیش کی تو مولوی شاہد نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جواب دیتے تو یا تو مولوی احمد رضاخان کو نبی مانتے یا اپنے علمائے بریلویہ کی کتب کا انکار کرتے ہیں ان کو گستاخ لوگوں میں شامل کر دیتے۔ مولوی احمد رضاخان کو نبیوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں تو کیا یہ ختم نبوت کا انکار نہیں ہے؟ اور مولوی احمد رضاخان یہ کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جائے کہ جو دین و مذہب میرا میری کتب سے ظاہر ہے اس پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے خان صاحب نے نبوت کی طرف اشارہ کر کے چلے جانا یہ بالکل عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے۔

شاہد رضاخانی نے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مد ظلہ کی سوال جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ کے اوپر احمد رضاخان نے فتوی کفر دو وجہ سے عائد نہیں کیا۔

اولاً: شاہ صاحب نے اپنے اقوال سے توبہ کرلی تھی۔

ثانیاً: شاہ اسماعیل کی عبارات میں التزام کفر نہیں ہے بلکہ لزوم کفر ہے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مد ظلہ نے فرمایا کہ دیکھو مولوی فضل حق خیر ابادی نے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بے دین لکھا شفاعت مصطفی میں (اور دوسری کتاب امتناع النظیر میں فضل حق خیر ابادی نے حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کو منکر ختم نبوت لکھا ہے۔ اور مولوی فضل رسول بدایونی نے بھی حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اب اس کا کیا حال ہو گا جو نہ ڈرا اور نہ پچھتایا نہ استغفار کیا اور نہ توبہ کی اور نہ اپنی خطا کا اعتراف کیا۔

(المعتقد المنتقد صفحہ نمبر 330)

اسی کتاب کے حاشیہ میں مولوی احمد رضاخان لکھتا ہے اس سے مراد نجدیوں کا بڑا طاغی اسماعیل دہلوی ہے۔ اور مولوی احمد رضاخان نے لکھا ہے:

"گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔"

(حسام الحرمین ص 121)

پیر مہر علی شاہ صاحب حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا لکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ جب پیر صاحب سے حضور ﷺ کی نظیر کی امتناع النظیر کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے اصل مدعا شروع کرنے سے پہلے فرمایا:

"اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر نبی ﷺ کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فرقتین اسماعیلیہ و خیر آبادیہ میں **شکر الله تعالیٰ** سعیھم (اللہ انکی کوشش کو قبول فرمائے) راقم سطور دونوں کو ماجور و مثاب جانتا ہے۔"

(فتاویٰ مہریہ ص 9)

دیکھیں پیر صاحب نے دونوں کو دعادی اور ماجور اور مثاب لکھا حالانکہ فضل حق خیر آبادی نے شاہ اسماعیلؒ کو کافر

اور منکر ختم نبوت تک لکھ دیا تھا۔

(امتناع النظیر ص10، شفاعت مصطفیٰ ﷺ ص152-247)

برادران اسلام یہ بات بھی قابل دید ہے کہ منکر ختم نبوت کو پیر مہر علی شاہ ماجور ومثاب لکھ رہا ہے نیز یہ بات بھی ذہن میں ہونی چاہیے کہ مولوی احمد رضا خان نے لکھا ہے کہ کافر کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے حسام الحرمین ص87۔ اب یہ فتویٰ پیر مہر علی شاہ پر لوٹے گا کیا؟

اور مولوی احمد رضا خان نے کیا لکھا ہے حضرت شاہ اسماعیلؒ کے بارے میں وہ بھی پڑھ لیں لکھتے ہیں:

"امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں نبی ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔"

(تمہید الایمان ص138)

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے مزید مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں۔

"علماء محتطاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔ وهوالجواب و به يفتى وعليه الفتوىٰ وهوالمذهب وعليه الاعتمادو فيه السلامة وفيه السدا۔ ترجمہ: یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی ہے اور اسی میں استقامت۔"

(تمہید الایمان مع حسام الحرمین 138)

مولوی احمد رضا خان نے حضرت شاہ صاحبؒ کو کافر نہیں لکھا اور پیر مہر علی شاہ نے بھی نہیں لکھا اور علامہ فضل حق خیر آبادی نے فتویٰ کفر شاہ اسماعیلؒ پر عائد کیا ہے اور یہ فتویٰ کفر علامہ خیر آبادی پر عائد ہو گا کیونکہ علامہ خیر آبادی ایک ایسے شخص پر فتویٰ کفر عائد کر رہے ہیں جو مولوی احمد رضا خان اور پیر مہر علی شاہ کے نزدیک مسلمان ہے اور علامہ فضل حق کے نزدیک احمد رضا اور مہر علی شاہ پر کفر کا فتویٰ عائد ہو گا کیونکہ علامہ فضل حق کے نزدیک شاہ اسماعیلؒ منکر ختم نبوت ہے منکر ختم نبوت کو یہ دونوں کافر نہیں کہہ رہے۔

وجہ دوم: شاہ اسماعیل کی عبارات میں التزام کفر نہیں ہے بلکہ لزوم کفر ہے۔

الجواب: اولاً میں التزام کفر کی تعریف واضح کر دیتا ہوں پھر فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

مولوی پیر محمد چشتی چترالوی بریلوی لکھتا ہے:

"خلاصہ التزام کفر بغیر صریح قول و عمل نہیں ہو تا جبکہ صریح میں اس کی مدلول و مفہوم کے سوا کسی اور کا احتمال ہی نہیں ہو تا۔"

(اصول تکفیر صفحہ نمبر ۱۲۵)

ایک اور مقام پر چشتی صاحب لکھتے ہیں:

"جبکہ التزام کفر کی تمام صورتوں کا تعلق صریح کلام و کردار کے ساتھ ہے جس میں غیر کا احتمال نہیں ہو تا۔"

(اصول تکفیر صفحہ 125)

ایک اور جگہ چشتی صاحب لکھتے ہیں:

"نیز التزام کفر میں اصل کلام خود کفر اس لیے ہو تا ہے کہ اس کی دلالت کفر پر صریح ہوتی ہے جس میں غیر کا احتمال اور تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔"

(اصول تکفیر صفحہ نمبر229)

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ التزام کفر میں تاویل کا احتمال نہیں ہو تا اور کلام صریح کفر ہو تا ہے۔اب نظر کرتے ہیں کہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات مولوی احمد رضا خان کے نزدیک صریح کفر پر مشتمل تھی یا ان عبارات میں تاویل کا احتمال بھی نکل سکتا ہے۔

چنانچہ مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"اس نے (شاہ شہید رحمہ اللہ) کس جگرے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے۔"

(فتاوی رضویہ جلد15 صفحہ نمبر201)

اور پیر محمد چشتی نے کہا کہ التزام کفر یہ ہے کہ کلام صریح ہو مولوی احمد رضا خان نے مذکورہ عبارت میں واضح لکھا ہے کہ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے الفاظ لکھ دیے ثابت ہوا کہ مولوی رضا خان کے نزدیک شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے التزام کفر کیا۔

ایک اور جگہ مولوی رضا خان حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"یہاں صراحتاً اللہ تبارک و تعالی کی طرف جہل نسبت کیا اور اس کے علم قدیم کو ازلی نہ مانا اور اس کی صفت کو اختیاری جانا یہ تینوں باتیں صریح کفر ہیں۔"

(فتاوی رضویہ جلد 15. صفحہ 242)

ایک اور جگہ حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی احمد رضا خان لکھتا ہے:

"انصاف کیجیے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔"

(فتاوی رضویہ جلد 15 صفحہ نمبر 203)

ایک اور مقام پر مولوی احمد رضا خان بریلوی حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے یہ صراحۃ حضور اقدس سید المرسلین کو گالی دینا ہے۔۔۔ آگے لکھتا ہے کہ

"اس ملعون قول نے مسلمانوں کے سچے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلی دشنام دے کر ان کے دلوں پر کیسا زخم عظیم پہنچایا۔"

(فتاوی رضویہ جلد 15 صفحہ نمبر 249)

ان تمام عبارات سے واضح ہوا کہ مولوی احمد رضا خان نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات میں کفر التزامی ہے کیونکہ میں نے پیر محمد چشتی بریلوی کی کتاب اصول تکفیر سے واضح کیا ہے کہ کفر الزامی وہی ہوتا ہے جو صریح ہو اور اس میں تاویل کا احتمال نہ نکل سکے مولوی احمد ر رضا خان نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات میں صریح کفر پایا جاتا ہے اور ان میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں عبارات میں التزام کفر ہونے کے باوجود مولوی احمد رضا خان لکھتا ہے کہ میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر نہیں کرتا حوالہ گزر چکا ہے جب کہ پیر محمد چشتی لکھتا ہے:

"التزام کفر کرنے والے کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔"

(اصول تکفیر صفحہ نمبر 56)

مولوی پیر محمد چشتی بریلوی کے فتوے سے مولوی احمد رضا خان ایمان اسلام سے خارج ہو گیا کیونکہ مولوی احمد رضا خان کی تحقیق مطابق حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات میں التزام م کفر پایا گیا اور التزام کفر کرنے والے کو

مولوی احمد رضا خان نے کافر نہیں کہا اس وجہ سے مولوی احمد رضا خان پیر محمد چشتی بریلوی کے فتوے سے کافر ہو گیا۔

پھر مولوی شاہد بریلوی نے اثر ابن عباس پر بات کرنا شروع کر دی۔ تو اس پر مناظر اسلام حضرت مولانا عثمان اقبال مد ظلہ نے ایسی مضبوط ترین گرفت کی حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کے علمائے بریلویہ نے لکھا ہے جو اثر ابن عباس کی تصحیح کرتا ہے وہ منکر ختم نبوت ہے۔ چنانچہ مولوی تبسم شاہ بخاری لکھتا ہے:

"اس اثر کو صحیح ماننے سے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور نظیر ہونے کا عقیدہ پیدا ہوتا ہے وہیں ختم نبوت کے اجماعی عقیدے پر بھی زد پڑتی ہے۔"

(ختم نبوت اور تحذیر الناس صفحہ نمبر 41)

اشرف سیالوی کا بیٹا غلام نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے:

"اگر نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے تو وہ اثر ابن عباس کی تصحیح و تقویت کیوں کر رہے ہیں۔"

(عبارات اکابر کا تحقیقی تنقیدی جائزہ جلد اول ص 192)

یہ علمائے بریلوی لکھ رہے ہیں کہ اثر ابن عباس کو صحیح کہے وہ منکر ختم نبوت ہے جبکہ محدثین کرام اثر ابن عباس کو صحیح کہہ چکے ہیں۔

حضرت مولانا عثمان صاحب نے اس پر چند حوالجات پیش کیے۔

مستدرک الحاکم میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اثر ابن عباس کو صحیح کہا ہے۔

اور حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اثر ابن عباس کی تصحیح کی ہے۔

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس اثر ابن عباس کو صحیح قرار دیا ہے۔

اب یہ سلف صالحین محدثین علمائے بریلوی ہے کے نزدیک منکر ختم نبوت ٹھہرے کیونکہ علمائے بریلویہ کے حوالے گزر چکے ہیں جو اثر ابن عباس کو صحیح کہے وہ منکر ختم نبوت ہے۔

مولوی شاہد بریلوی نے کہا کہ تحذیر الناس کو قادیانی منکرین ختم نبوت اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں تو مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مد ظلہ نے فرمایا کہ اگر قادیانیوں نے تحذیر الناس کی عبارت سے استدلال

کیاہے توانہوں تو قرآن و حدیث سے بھی باطل استدلال کیاہے پھر کیاہے اس پر چند حوالجات شاہد ہیں۔ چنانچہ مولوی غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"محی الدین ابن عربیؒ اور بعض دیگر صوفیاء کی عبارات میں اولیاء اللہ کے لئے انبیاء اولیاء کا لفظ ملتاہے مرزائی حضرات اس قسم کی عبارتوں سے یہ مطلب ثابت کرتے ہیں کہ صوفیاء کرام اولیاء اللہ کے لئے ظلی اور امتی نبوت کے قائل تھے۔"

(مقالات سعیدی ص72)

اور قادیانیوں نے اپنی تائید میں مولوی احمد رضاخان کا رسالہ ردالرفضہ بھی پیش کیا تھا۔

(قومی اسمبلی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپوٹ۔ ص795)

اور اسی مصدقہ رپوٹ میں موجود ہے کہ مرزائیوں نے خواجہ غلام فرید کو بھی اپنی تائید میں پیش کیا تھا۔

(جلد4، ص21)

اور باقی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم جیسی ہستیوں کی عبارات کو بھی اپنے حق میں استعمال کرنے کی سعی نامراد کی ان حضرات کی عبارتوں کو پیش کرکے ان سے نبوت کے اجراء کا عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اسی پہ بس نہیں بلکہ مرزا ملعون نے تو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کی۔ احادیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اپنے حق میں استعمال کرنے کی بے جا جسارت کا مرتکب ہوا۔ اس نے "لو کان بعدی نبیا لکان عمر" کے قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہانہ بناکر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح قرآنی آیت بینات کو اپنے مطلب کے حصول کے لیے کئی بار استعمال کرنے کی خیانت کی ہے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مدظلہ نے اس بہت سے حوالہ پیش فرمائی رضاخانی کو دوبارہ جرات نہ ہوسکی اعتراض کرنے کی۔

علماء بریلویہ کے مناظر نے تحذیر الناس کی عبارت پیش اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی کچھ فرق نہ آئیگا۔ اسی عبارت کے متعلق دوسرے رضاخانی کچھ یوں کہتے ہیں:

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی صاحب کی سنئے وہ فرماتے ہیں:

"جو کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا امکان بھی مانے وہ بھی کافر ہے۔"

(علم القرآن ص97)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"حضور علیہ السلام کے بعد کسی نئے نبی کا آنا جائز یا ممکن مانے وہ مرتد ہے۔"

(شان حبیب الرحمن ص107)

جبکہ بریلوی فقیہہ ملت کے فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

"بے شک سرکار اقدس آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا شرعاً محال اور عقلاً ممکن بالذات ہے۔"

(فتاویٰ فیض الرسول ج1، ص9)

اب بتایا جائے کہ یہ فقیہہ ملت مرتد و کافر ہوا یا نہ؟

غلام نصیر الدین سیالوی لکھتے ہیں:

"وہ (ملا علی قاری) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ **بعدالعلم بخاتمیته علیه السلام لایجوز الفرض و التقدیر ایضاً** یہ جاننے کے بعد کہ حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہیں فرض اور تقدیر کے طور پر کسی نبی کے آنے کا قول کرنا جائز نہیں۔"

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ج1۔ ص202)

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مد ظلہ نے اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے رضاخانی کتب سے حوالجات کے انبار لگا دیئے۔

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

"اگر قادیانی نبی ہوتا تو آج کل سائنس کا دور ہے اسے ایسی ایجادات عطا ہوتی جو ان تمام ایجادوں سے اعلیٰ ہوتی۔"

(تفسیر نور العرفان پارہ نمبر 7، سورۃ مائدہ آیت نمبر 110)

آگے لکھتے ہیں:

"اگر قادیانی نبی ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہوتا۔"

(تفسیر نور العرفان پارہ نمبر 7، سورۃ الانعام، آیت نمبر 84)

آگے لکھتے ہیں:

"اگر قادیانی نبی ہوتا تو وہ دنیا میں کسی کا شاگرد نہ ہوتا۔"

(تفسیر نور العرفان، پارہ نمبر 7، سورۃ الانعام، آیت نمبر 83)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو پٹھانوں کے خوف سے حج جیسے فریضہ سے محروم نہ رہتا۔"

(نور العرفان ص 806، کتب خانہ نعیمی لاہور)

اب بتائے کہ یہ فرض نبوت کی وجہ سے مسلمان رہے یا کافر؟ ہو سکتا ہے کوئی کہے کہ یہ لفظ تو "اگر" ہے فرض کرنا تو نہیں۔ تو ہم عرض کریں گے "اگر" کا عربی میں ترجمہ "**لو**" سے اور "**لو**" کا معنی فرض کرنا ہے جیسا کہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں، **لو**، فرض کے لیے ہے۔

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص 139)

جب تحذیر الناس کی عبارت مولوی شاہد علی بریلوی نے یہ پیش کی بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ تو مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال دامت فیوضہم نے دوران تقریر یہی بات پوچھی کہ کیا یہ بات کفر ہے تو مولوی شاہد علی بریلوی کہنے لگا یا ہاں بالکل کفر ہے۔ تو اس کے جواب میں مناظر اسلام نے فرمایا کہ آپ کے علمائے بریلوی نے لکھا ہے کہ چار انبیاء علیہم السلام زندہ موجود ہیں حضرت ادریس علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام۔ یہی بات مولوی نقی علی خان نے سرور القلوب صفحہ نمبر 225۔ نقی علی خان، کوثر الخیرات ص 70۔ اشرف سیالوی، ملفوظات اعلی حضرت 437۔ یہ علمائے بریلو یہ لکھ رہے ہیں کہ چار انبیاء علیہم السلام زندہ موجود ہے آپ کے فتوے سے مولوی احمد رضا خان مولوی نقی علی خان مولوی اشرف سیالوی کافر ہو گئے۔

مولوی شاہد بریلوی نے حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت پیش کی ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے ذلیل ہے وغیرہ اور کہنے لگا کہ دیکھو شاہ اسماعیل شہید نے نبی علیہ السلام کو ذلیل کہا ہے۔

اس کے جواب میں مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عثمان اقبال دامت فیوضہم نے بڑی قوی گرفت فرمائی

ہے کہ دیکھو آپ کے اعلی حضرت نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذلت کی نسبت کی ہے فاضل بریلوی لکھتے ہیں عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام کائنات ﷺ کیلئے بولا ہے۔

(حدائق بخشش)

پیر نصیر الدین اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے ارقام ہیں کہ

"سیالوی صاحب اب فرمائیں کہ فاضل بریلوی جو میرے خیال میں آپ سے زیادہ فاضل اور عالم باعمل اور ناموس مصطفیٰ واولیاء کے محافظ تھے' اس محوّلہ بالا شعر میں کس عزت اور کس ذلت کا ذکر فرمارہے ہیں۔ کیا ان کی شان رسالت کا علم نہ تھا کہ انہوں نے ذلت کی نسبت آپ کی ذات عالیہ کی طرف کردی۔"

(لطمة الغيب على ازالة الريب)

مولوی شاہد علی بریلوی حضرت نانوتوی پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مولانا نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی میں تاویل کی ہے۔

اس کے جواب میں مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عثمان اقبال نے فرمایا کہ حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ خاتم النبیین کے معنی میں تاویل نہیں کی بلکہ لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت زمانی بھی ثابت کررہے ہیں اور خاتمیت ذاتی بھی نبی ﷺ ثابت کی ہے جو کہ نبی ﷺ کی شایان شان میں اضافہ کا سبب بن رہی ہے۔ اگر علماء بریلویہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اس تحقیق کو تاویل سے معلق کرتے ہیں تو آئے اپنے گھر میں بھی دیکھ لیجئے۔ بریلویت کے بانی فاضل بریلوی نے اپنے والد کی کتاب الکلام الاوضح کی تعریف وتوصیف کی اور اسے علوم کثیرہ پر مشتمل کہاہے۔ اسی میں لکھاہے:

"جو اس لفظ کو بموجب قرأت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے خاتم النبیین بفتح تا پڑھیں تو ایک اور خاصہ آپ کا ثابت ہوتاہے۔ کہ سوا آپ کے یہ لقب بھی کسی کو حاصل نہ ہو۔ مہر سے اعتبار بڑھتاہے۔ اور آپ کے سبب سے پیغمبروں کا اعتبار زیادہ ہوا اور مہر سے زینت ہوتی ہے اور آپ انبیاء کی زینت ہیں۔"

(الکلام الاوضح ص202)

اس لفظ کا معنی صرف آخری نبی نقی علی خان بھی نہیں مانتا۔ بلکہ اس کا معنی انبیاء کی نبوت پر مہر لگانے والا کیا ہے۔ تو یہ بھی نص قطعی کا منکر، اجماع اُمت کا منکر، اس معنی میں تاویل کرنے والا ہے لہٰذا کافر ہوا۔ اگر فتوی عائد حضرت نانوتوی رحمہ اللہ پر عائد ہو سکتا ہے تو ذریت رضاخان سب منکرین ختم نبوت ہوئے۔

الغرض علماء بریلویہ گھر سے تو اس نیت سے آئے تھے تو کہ علماء دیوبند کو منکرین ختم نبوت ثابت کرینگے لیکن مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مد ظلہ نے بریلویہ کو گھر کی کتب سے منکر ختم نبوت ثابت کر کے گھر کی طرف واپس بھیج دیا۔ اللہ تعالی مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عثمان اقبال مد ظلہ کے علم، عمل میں برکت عطاء فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شرائط وضوابط

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1) اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2) علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3) تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاء اللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

۳: حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۴: بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۵: شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

4) مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5) ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6) مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

https://archive.org/details/@tahirguldeobandi15258